بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَاللهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ ج عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (سورة الحشر) 22

مُغِیبَاتُ

من تالیفات

علامۃ العصر اسعد العلماء پیرو مرشد حضرت مولانا

میاں ابوسعید سید محمود صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ

معتمد مجلسِ علمائے مہدویہ ہند و داعئ اجماعِ فقرائے مہدویہ حیدرآباد

باہتمام عالی جناب الحاج محمد قادر خاں صاحب بی۔ ایس۔ سی

سابق صدر مرکزی انجمنِ مہدویہ ۔حیدرآباد

ناشر

مَکْتَبَۃُ دَائِرَۃِ الْبَصَائِرِ حَیْدَرآبَادُ (اَلْهِنْدُ)

کتابت :- فقیر الحقیر سید سعید الحق شاہینؔ تشریف اللّٰہی ابنِ حضرت علامہؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُغِیبَاتُ

بارِ اول -- ایک ہزار

مطبع -- نظامی پریس پرانی حویلی حیدرآباد

کتابت -- اردو آرٹ

تاریخِ اشاعت ------------------ 19 محرم 1403 سنہ ہجری م 6/ نومبر 1982 سنہ عیسوی

بائینڈنگ ---------------------------- حفیظیہ بک بائینڈنگ ورکس یوسف بازار

ملنے کا پتہ

مَکتَبَۃُ دَائِرَۃِ الْبَصَائِرِ

640-3-3 قطبی گوڑہ حیدرآباد 50027 (الھند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معروضہ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَالۡمِنَّہ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلَی الۡخَاتِمِیۡنِ ذِیۡ الۡبَیِّنَۃِ وَالۡجَنَّۃ۔ وَعَلَی آلِھِمَاوَاَصۡحَابِھِمَاالَّذِیۡنَ ھُمۡ فَازُوۡا بِالنَّفۡسِ الۡمُطۡمَئِنَّہ۔

حضرت پیرو مرشد والدِ ماجد، علامتہ العصر اسعد العلماء مولانا میاں ابو سعید سید محمود صاحب قبلہؒ معتمدِ مجلسِ علمائے مہدویہ ہند، و داعئ اجماعِ فقرائے مہدویہ حیدرآباد و معتمدِ مہدویہ رویتِ ہلال کمیٹی کی ذاتِ بابرکات سے اور آپؒ کی خدماتِ دینی و ملی سے دنیائے مہدویت کا بچہ بچہ واقف ہے یہ آفتابِ علم و ہدایت اس سال عرفہ اور عیدالاضحیٰ کی درمیانی رات تقریباً ڈھائی بجے غروب ہوگیا۔ 4/ شوال 1324ھ ہجری کو آپؒ کی ولادتِ باسعادت ہوئی اور 10/ ذی الحجہ 1402ھ ہجری کو آپؒ نے وصال فرمایا۔ کم و پیش (78) سال پر محیط، یہ حیاتِ سعید و محمود، اللہ کے لئے اور اسکے دین کی خدمت و پاسبانی کے لئے وقف رہی۔ سات سال کی کم سنی میں ایک بشارت کی بناء پر آپؒ ترکِ دنیا سے مشرف ہوئے اور اپنے زمانہ کے ممتاز صاحبِ حال ہستی یعنے اپنے والدِ ماجد زبدۃ العارفین حضرت پیرو مرشد میاں سید عبدالحیؒ عرف حافظ میاں صاحب قبلہ نَوَّرَاللہُ مَضۡجَعَہ سے چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک فیضِ صحبت اور معلوماتِ باطنی حاصل فرماتے رہے۔ اس کے علاوہ ظاہری علومِ دینیہ و شرعیہ کی تکمیل بھی اپنے دور کے جید علماء سے فرمائی جس کے تذکرہ کی یہاں گنجائش نہیں۔ گذشتہ ساٹھ پنسٹھ (60-65) سال سے ملتِ مہدویہ کی ہر جہتی، دینی، علمی اور ملی خدمات انجام دیتے رہے، جن کا تذکرہ مختلف مقامات پر منعقد ہونے والے تعزیتی جلسوں، اخبارات میں شائع ہونے والے تعزیتی بیانات اور قراردادوں میں ہورہا ہے کچھ تفصیل "نورِولایت" کے "اسعد العماء نمبر" میں شائع ہوچکی ہے۔ اور کچھ رسالۂ "نورِحیات" میں بھی آئی ہے۔

انشاء اللہ اس کا تفصیلی تذکرہ حضرت علیہ الرحمہ کی "سوانحِ حیات" میں کیا جائے گا۔ جس کی ترتیب و تدوین پیشِ نظر ہے۔ اس مختصر معروضہ میں حضرتِ ممدوحؒ کی سیرت اخلاقِ حمیدہ ، عشقِ رسول و مہدیٔ ، اور صحابہؓ و بزرگانِ دینؒ سے بلا امتیاز والہانہ محبت ، بحیثیت ایک رہنمائے قوم آپؒ کے بے لوث و درد مندانہ خدماتِ ملی کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے حضرت قبلہ گاہیؒ نے اس فقیر کو، فرزندِ اکبر جناب قاری ابوالفتح سید نصرت صاحب، اور عمِ مکرم حضرت سید علی صاحب برترؔ ایم۔اے۔ایم ایڈ کو طلب کرکے یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ ایک " مکتبہ " یا اکاڈیمی قائم کی جائے ،جو آپؒ کی تمام تالیفات و تصانیف کی اشاعت کا انتظام کرے۔ اس فقیر کو اور برادرِ بزرگ کو یہ ہدایت فرمائی کہ مختلف موقعوں پر شائع کردہ مضامین مقالوں اور رسالوں وغیرہ کو یکجا کریں۔ اور ترتیب و تدوین کرکے شائع کریں۔ آپؒ کی تالیفِ عنیف "توضیحاتِ" نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؒ کے مضامین میں اضافہ کے ساتھ، دوسرے ایڈیشن کی اشاعت بھی آپؒ کے پیشِ نظر تھی چنانچہ اس کے متعلق بھی ہدایات دیں غیر مطبوعہ نگارشات کی تکمیل اور اشاعت بھی آپؒ کے پیشِ نظر تھی۔اس سلسلہ میں بھی ضروری ہدایات فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ آپ کی حینِ حیات ہی یہ سارے کام مکمل ہو جاتے۔ مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ بہر حال حضرت قبلہؒ کی تعمیل میں " دَائِرَۃُ الْبَصَائِرِ" کے نام سے ایک "مکتبہ" کا قیام عمل میں آیا اور اس "مکتبہ" نے صرف اللہ کے بھروسے کام کرنا شروع کردیا ہے جس کا نگران خود یہ فقیر ہے۔ اور برادرِ بزرگ جناب ابوالفتح سید نصرت صاحب بی۔ایس۔ سی۔ایل۔ ایل بی ڈپٹی رجسٹرار، کواپریٹیو ڈپارٹمنٹ جو اس فقیر کے ہمراہ حضرت قبلہ گاہیؒ کے حکم کی تعمیل میں تصنیف و تالیف کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے رہے ہیں، اس " مکتبہ " کے ناظم ہیں۔

تعزیتی جلسوں میں تقریر کرتے ہوئے، مرشدینِ کرام اور عمائدینِ قوم نے خاص طور پر یہ ضرورت ظاہر فرمائی کہ حضرت علیہ الرحمہ کی تمام نگارشات کو منظرِ عام پر لایا جائے۔ ان جلسوں میں بھی فقیر نے یہ اعلان کیا ہے کہ یہ کام اللہ کے فضل وکرم، اور خاتمین علیہما السلام و بزرگانِ سلسلہ کے طفیل، جلد از جلد تکمیل پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ حضرت قبلہ گاہیؒ کی وصیت ، اور اُن ہی کی رہنمائی کی

روشنی میں، منصوبہ بند طریقہ پر، کام شروع ہوچکا ہے۔ " دائرۂ ادب " کے تعزیتی جلسہ میں اس فقیر نے اعلان کیا تھا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے چہلم کے موقع پر شائع کردیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ مقالہ شائع ہو رہا ہے اور اسی سے " دَائِرَۃُ الْبَصَائِرِ " کے سلسلۂ مطبوعات کا آغاز بھی ہورہا ہے۔

اس کے بعد انشاء اللہ بہت جلد حضرت علیہ الرحمہ کی تقاریر (جوٹیپ ریکارڈ کی جاچکی ہیں) کا ایک مجموعہ شائع کیا جائے گا۔

وقت کی تنگی، مقالہ کے اختصار اوراس کی علمی افادیت کے پیشِ نظر اس موقع پر اشاعت کے لئے اس کا انتخاب کیا گیا ہے اس سے قبل 1963ء عیسوی میں ماہنامہ " نورِ حیات " میں یہ مقالہ، چھ اقساط میں شائع ہوا تھا۔

آج کل ہمارے نوجوانوں کی اُردو استعداد کم ہوتی جارہی ہے۔ خصوصاً انگلش میڈیم اور دیگر زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی اُردو، عموماً کمزور ہوتی ہے۔ اُن کے لئے، اس قسم کے دینی علمی لٹریچر کو پڑھنا اور سمجھنا دشوار ہوگیا ہے۔ لہٰذا ان کی سہولت کے لئے مشکل الفاظ اور اصطلاحات کا ترجمہ فٹ نوٹ میں اس فقیر نے دے دیا ہے۔ نیز چند ذیلی عنوانات بھی قائم کئے گئے ہیں، تاکہ ضمنی مباحث کی وجہ ناظرین کی توجہ مقالہ کے مرکزی خیال سے ہٹنے نہ پائے۔ اُمید کہ اس سے بھی ناظرینِ کرام کو کتاب کے پڑھنے میں سہولت ہوگی۔

گزشتہ چند سال سے الحاج جناب محمد قادر خاں صاحب سابق صدر مرکزی انجمنِ مہدویہ کے حصہ میں، یہ سعادت آتی رہی ہے کہ وہ ہر سال میلادِ امامنا حضرت مہدی ءِ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے موقع پر حضرت قبلہ گاہیؒ سے استدعاء کرکے اُن کا کوئی ایک رسالہ طبع کروا کے لِلّٰہ اس کی اشاعت کرواتے رہے ہیں۔ "دَائِرَۃُ الْبَصَائِرِ" کی طرف سے حضرت علیہ الرحمہ کے چہلم کے موقع پر " مغیبات " کی طباعت کا کام شروع ہونے کی اطلاع جب موصوف کو ملی تو اس فقیر سے اصرار کرکے اس کی طباعت کا اہتمام، اللہ واسطے اپنے ذمہ لے لیا۔ موصوف کے دل میں علمِ دین کی جوقدر ہے، اور حضرت قبلہ گاہیؒ سے جو خلوص و عقیدت اور خالص للّٰہی محبت آپ رکھتے ہیں، اُس کا اظہار تعزیتی جلسوں میں آپؐ کی رقت انگیز تقاریر سے بھی ہوتا رہا ہے سچے جذبۂ دینی اور سچی حمیتِ ملی سے جو کام بھی کیا جاتا ہے اُس کی جزاء صرف باری تعالیٰ ہی دے سکتا ہے اور اُسی سے اس کی استدعاء بھی ہے۔

اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ۝(سورۃ ابرٰھیم)39

اس مختصر مقالہ میں حضرت العلامہؒ نے جہاں، "علمِ غیب" کے جیسے دقیق مسئلہ کی عالمانہ تحقیق فرمائی ہے ، وہیں نوجوان طبقہ کے لئے نہایت سلیس انداز میں اس کی تفھیم بھی فرمائی ہے۔نوجوان طویل علمی مباحث سے اکتا جاتے ہیں اس لئے حضرت قبلہؒ نے اختصار کو پیشِ نظر رکھا۔آپؒ نے عالِم اسلام کے مایۂ ناز علمائے قدیم کے طویل معرکتہ آلاء مباحث کے نہایت مختصر عام فہم خلاصے بیان کرنے کے بعد اُن کے دلایل پر محاکمہ کرتے ہوئے منطقی نتائج اخذ فرمائے ہیں۔

اس تالیف کا اولین مقصد عقیدۂ توحید کا استحکام وتنزیہہ ہے۔ اور یہ بات اچھی طرح واضح کردینا ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ کے سوائے، دنیا میں کوئی بھی غیب کا جاننے والا نہیں ہے چنانچہ حضرت قبلہؒ نے مولانا رومیؒ کے یہ دوشعر پیش فرمائے ہیں کہ:-

علمِ غیبے کس بداند بجز پروردگار گر کسے گوید کہ من دانم ازو باور مدار

مصطفٰی ہرگزنہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل جیرئیلش ہم نہ گفتے تانہ گفتے کردگار

اس کا دوسرا اہم مقصد، رسالتِ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اور مہدیتِ حضرت امامنا سید محمد مہدی ءِ موعودؑ کا ثبوت دینا ہے۔ اس مقصد کے لئے آپؒ نے "مغیبات" کی ہر قسم سے شواہد لائے ہیں اور ثابت فرمایا ہے کہ خاتمین علیھما السلام مامور، من اللہ تھے۔ اور اللہ کی طرف سے اُنہیں حسبِ موقع وضرورتِ غیب پر مطلع فرمایا جاتا تھا۔

زمانۂ قدیم سے مسئلہ علمِ غیب، عالمِ اسلام میں بڑا نزاعی مسئلہ ہے۔اس نازک علمی مسئلہ کی، اس انداز میں تحقیق، کہ اس سے اثباتِ رسالتِ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہو، اور اثباتِ مہدیت حضرت سید محمد مہدی ءِ موعود مراد اللہ بھی ہو۔

یقیناً صاحبانِ نظر کے لئے ایک تحفہ ہے پھر مراتبِ حضرت رسولِ اکرم ﷺ اور مراتبِ امامنا حضرت مہدی ءِ موعود صلعم کی بھی نہایت اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

ضمناً کئی اور اہم مسائل بھی زیرِ بحث آ گئے ہیں۔ مثلاً ختمِ نبوت سے متعلق مہدویوں کا عقیدہ، اجماعِ مہدیؑ و عیسیٰؑ کا مفروضہ اور اُس کی تحقیق ، مجدد اور امام مہدیِ موعودؑ کا فرق وغیرہ۔ واضح رہے کہ حضرت قبلہ گاہیؒ نے ہمیشہ کی طرح اس مقالہ میں بھی جمہورِ ملتِ مہدویہ کے قدیم مسئلہ عقائد، جن پر وہ خود قائم تھے، پیش فرمائے ہیں۔ جیسے تسویتِ سیدینؓ وغیرہ۔

اس کے علاوہ احادیثِ مہدیؑ پر مشہور مورخ ابنِ خلدون کے اعتراضات کا شافی جواب دیا گیا ہے۔ مدیر "نگار" نیاز فتح پوری، اور مولفِ "ہدیۂ مہدویہ" کے اعتراضات کے بھی نہایت مدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔

غرض یہ مختصر مقالہ کئی افادات کا حاصل ہے جس میں متعدد اہم اور پیچیدہ مسئلوں کو قرآنِ کریم، احادیث شریفہ اور نقلیاتِ امامناً کی روشنی میں، حد درجہ اختصار کے باوجود نہایت مضبوط دلائل کے ساتھ، آسان و دلنشین پیرایہ میں حل فرمایا گیا ہے۔

آخر میں بارگاہِ رب العزت میں اس فقیر حقیر کی بصد عجز و نیاز یہ التجاء ہے کہ حضرت والدِ ماجدؒ کی اس کاوش کو اپنے ہی کرمِ معروف اور احسانِ قدیم سے شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس مقالہ کو خصوصاً متلاشیانِ حق و صداقت کے لئے وجہ بصیرت و ہدایت بنادے۔ حضرت مولفِ علام علیہ الرحمہ کو اعلیٰ علیین و صالحینِ متقدمین میں جگہ عطا فرما کر اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اور اُن کے صدقہ میں ہمیں خدمتِ دین کی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ۝۔(سورة آل عمران) 126

فقیر سید عبدالحئ عرف حافظ میاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُغیبات

اَلْحَمدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَقَائِمُ بِذَاتِہٖ۔ لِکُلِّ شَیءٍ مِّنْہُ الْوُجُوْدُ۔ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَدُوْدُ۔ وَالصَّلوٰۃُ وَالتَّحِیَاتُ عَلیٰ اَفْضَلِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصطَفیٰ خَاتِمَ اَنْبِیَائِہٖ وَ عَلیٰ خَاتِمَ وِلَایَتِہٖ الَّذِیْ کَانَ عَلیٰ بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِہٖ۔ خَلِیْفَۃُ الرَّحْمٰنْ۔ سَمِیَ النَّبِی، اَلْمَوْعُوْدُ مُجِیْہٗ فِیْ اٰخِرُالزَّمَانْ۔ وَعَلیٰ آلِھِمَا وَ اَصْحَابِھِمَا اَجْمَعِیْنَ الرَّاشِدِیْنَ الصَّالِحِیْنَ۔ ھُمْ اَصْحَابُ الْیَقِیْنَ الَّذِیْنَ صَعِدُوْا ذِرْوَۃَ الدِّیْنَ۔

ترجمہ :- (حقیقی اور کامل) تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو اپنی ہی ذات سے آپ قائم ہے۔ ہر چیز کا وجود اُسی سے ہے، وہ کہ جو "حَیُّ " ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے، جو "قیوم" ساری کائنات کو جب تک چاہے قائم رکھنے والا ہے، اور جو " وَدُوْدُ " ۔ محبت فرمانے والا ہے۔ صلوٰت (درود ہوں) اور تحیات (بہت سارے سلام ہوں) مخلوق کے افضل محمد مصطفیٰؐ پر جو اللہ کے سارے انبیاء کے خاتم ہوئے، نیز اُن ہی کی ولایت کے خاتم پر کہ جو اپنے رب کی طرف سے " بَیِّنَہ " (روشن دلیل) لے کر آئے، جو اللہ کے خلیفہ اور نبیؐ کے ہم نام تھے کہ جن کے آخر زمانے میں آنے کا وعدہ فرمایا گیا تھا، اور آپ دونوں کی آل اور اصحابؓ پر بھی جو سب کے سب راشدینؓ اور صالحینؓ تھے، جو اصحابِ یقین تھے اور جو دین کی بلندی پر فائز تھے۔ آمین۔۔۔

غیبی علم کی تعریف اور اُس کی خصوصیات بیان کرنے سے پہلے انسانی علوم کے عام ذرائع کا مختصر بیان ضروری ہے تاکہ غیبی علم کی حقیقی شان آسانی سے سمجھ میں آسکے۔

علم اور اُس کے ذرائع

واضح ہو کہ " علم " جاننے کو کہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ لکھنا پڑھنا علم کے اہم ذرائع میں لیکن نفسِ علم نہیں ہیں۔ اس لئے " علم " سے مراد صرف " جاننا " ہے۔

انسان کو علم وساطت (1) سے یا بغیر کسی وساطت کے حاصل ہوتا ہے۔ بغیر وساطت کی تین صورتیں ہیں۔

(1) **وِجدان** :-(2) جیسے کہ انسان کو اپنے وجود کا علم بغیر کسی ذریعہ کے از خود ہوتا ہے۔ یا بھوک، پیاس اور اندرونی تکالیف کا علم بغیر کسی کے معلوم کرائے خود بخود ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ حواسِ خمسہ (3) کی مدد کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس شخص کی بصارت جا چکی ہو، سماعت اور قوتِ شامہ (4) بھی مفقود ہو چکی ہو، زبان بھی بے حس ہو چکی ہو تو ظاہر ہے کہ حواس سے محروم ہونے کے باوجود اس قسم کے انسان کو بھی بھوک یا اندرونی تکالیف کا علم ہو جاتا ہے۔

(2) **فطریات** :- خلاقِ عالم (5) حیوانات کی ہر نوع (6) کو اس کی خصوصیات و ضرورت کے لحاظ سے ابتداء ہی میں فطرۃ بعض چیزوں کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ مثلاً مچھلی کے بچے خود بخود تیرنے لگتے ہیں۔ درندے کے بچے کو یہ بتلانے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اُس کی غذا گوشت ہے۔ چرندوں کے بچے گھاس پات کے سوائے، گوشت ہرگز نہیں کھاتے، اگرچہ کہ بھوک سے بے تاب ہوں اور مرنے کی نوبت بھی آجائے۔ اسی طرح آدمی کے بچے کو رونا، دودھ پینا کس نے سکھایا؟ یہ فطری علوم ہیں جو بغیر کسی کے سکھائے خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔

1۔ وساطت : ذریعہ 2۔ وِجدان : باطنی قوتوں کے ذریعہ علم حاصل کرنا

3۔ حواسِ خمسہ : انسان کی پانچ فطری قوتیں جو احساس سے متعلق ہیں۔ جیسے (1) دیکھنا (2) سننا (3) سونگھنا (4) چکھنا (5) ہاتھ وغیرہ اعضاء سے محسوس کرنا۔

4۔ قوتِ شامہ : سونگھنے کی طاقت

5۔ خلاقِ عالم : عالم کو پیدا کرنے والا سب سے بڑا وجود یعنے اللہ تعالیٰ 6۔ قسم، جنس، ذات وغیرہ

(3) **بدیہیات:-(1)** انسان سِن شعور کو پہنچے اور **ممیز(2)** بن جانے کے بعد بغیر کسی بتائے خود ہی معلوم کرلیتا ہے کہ سرخ وسیاہ ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ آفتاب طلوع ہوتا ہے تو دن ہوتا ہے، غروب ہوتا ہے تو رات ہوتی ہے۔ یہ بدیہیاتِ اولیہ ہیں۔ یعنی وہ اُمور جو مقدمات یا **قیاس واستقراء(3)** یا **اسباب و علل (4)** کے بغیر خود بخود معلوم ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح وساطت اور ذرائع سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کی بھی متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً حواسِ خمسہ (یعنی بصارت، سماعت، شامہ، ذائقہ اور حاسہ) کے ذرائع سے علم حاصل کرنا۔ جیسے دیکھ کر موجودات کی صورت **ہیئت (5)** کا علم حاصل کرنا۔ سونگھ کر خوشبو اور بدبو کی تمیز کرلینا۔ سننے سے مختلف قسم کی آوازیں، چکھنے سے ترشی و شیرینی، تلخی و تیزی اور چھونے سے گرمی یا سردی، نرمی یا سختی معلوم کرلینا۔

اس کے علاوہ اسباب و علل یعنی **اصوات (6)** (الفاظ اور آوازوں کے ذریعہ مفہوم پیدا کرنا)، خطوط (حروف، ہندسے اور دوسری لکیروں کے ذریعہ مفہوم پیدا کرنا) **اشارات (7)** (اشاروں کے ذریعہ مفہوم پیدا کرنا، جیسے فوج میں جھنڈیوں اور سرچ لائٹ وغیرہ اشارات سے کام لیا جاتا ہے)، **نُصُبْ** (یعنی نشانات، جیسے کہ سڑک پر یا ریلوے لائن پر یا ہوائی اڈہ پر یا سمندر میں نشانات نصب کیئے جاتے ہیں)

1- بدیہیات: علانیہ ظاہر ہونے والی چیزیں۔

2۔ ممیز: امتیاز کرنے والا۔ مخٰلف اشیاء کے درمیان فرق کرنے والا۔

3۔ استقراء: معرفت امور کے لئے تلاش کرنا۔

4۔ علل: علت کی جمع۔ جس کے حقیقی معنیٰ بیماری کے ہیں۔ مراداً، اچھی بری کیفیات

5۔ ہیئت:- شکل وصورت 6۔ اصوات: صوت کی جمع، جس کے معنیٰ آوازوں کے ہیں۔ 7۔ اشارات: اشارہ کی جمع۔

اسی طرح عقل واستدلال اور تجربات و مشاہدات کے ذریعہ بھی علم حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً مشاہدہ (1) ہے کہ ابر کے بغیر بارش نہیں ہوتی۔ اس لئے ابر کو عموماً بارش کا پیش خیمہ (2) سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح صدہا معلوم چیزوں سے ہزارہا نامعلوم چیزوں کا علم اور جزئیات (3) سے کلیات (4) کا علم ہوا کرتا ہے۔

اس قسم کی علوم کی کوئی حد نہیں ہے۔ فلسفہ، ریاضی، سائنس، نجوم اور رَمل وغیر مختلف قسم کے صدہا علوم وفنون اور ہزاہا اختراعات (5) و ایجادات کی حیرت ناک ترقیاں، آج جو نظر آرہی ہیں، اور دن بدن ترقیوں میں جو اضافہ ہوتا جارہاہے، یہ سب انہی مذکورہ ذرائع علم کے نتائج ہیں۔ یہ فی الحقیقت اس ترقی، معرفت (6) کی قوت کا اثر ہے جسے خلاقِ عالم نے انسان میں ودیعت (7) فرمادی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان بتدریج ترقی کرتے ہوئے اپنی اپنی استعداد (8) و صلاحیت کے موافق کمال حاصل کرتا ہے۔

یہ خصوصیت، حیوانات میں نہیں پائی جاتی کیوں کہ حیوان کو نوعی خصوصیات کے لحاظ سے اُس کی ضروریاتِ زندگی کا علم عموماً اس کی پیدایش کے وقت ہی دے دیا جاتا ہے۔ اسی لئے ہر حیوان اپنے بقائے وجود کے مفید ومضر اسباب سے ابتداء ہی میں فطرۃً واقف ہوجاتا ہے۔ لیکن انسان ترقیء معرفت کی قوت کے ذریعہ اپنے بقائے وجود کے مضر ومفید امور سے بتدریج واقفیت حاصل کرتا ہے۔ مثلاً گھوڑے کا بچہ گوشت نہیں کھائے گا۔ شیر کا بچہ گھاس کو نہیں چھوئے گا۔ لیکن انسان کے بچے کے سامنے زہر بھی رکھ دیا جائے تو بلا تامل منہ میں ڈال لے گا حتیٰ کہ آگ کی جیسی جلا دینے والی نہایت شدید گرم چیز کو بھی ہاتھ میں لینے سے نہیں جھجکتا۔!!!!

ہرن کو اس طرح پالئے کہ کبھی جنگل کی صورت دیکھ سکے اور نہ اس کو کسی درندے کا علم ہونے پائے۔ اس کے باوجود اگر درندے کا سامنا ہوجائے تو یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ اُس کی بو، پاتے ہی بھاگ نکلنے کی حتی الامکان کوشش کرے گا۔ مگر ایسا انسان جس نے عمر بھی کبھی سانپ کا نام بھی نہ سنا ہو اور اس کی زہریلی خاصیت سے واقف ہوا ہو، اگر کبھی سانپ کو دیکھ لے تو کوئی خوف اُس پر طاری نہ ہوگا۔

غرض انسان کی تمام ترقیوں کا راز اُس کی قوتِ معرفت میں مضمر ہے جو بتدریج بلحاظِ استعداد ترقی پذیر ہوتی ہے۔ چنانچہ سالہا سال سے حیوانات کی معاشرت اپنی اپنی فطرت کے مطابق ایک حال پر قائم و جاری ہے۔ بیا کا گھونسلہ، خرگوش کا پودا اور بل اور شیر کی گوی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لیکن انسان کی معاشرت کیا تھی اور کیا ہوگئی ہے؟!!!

یہ عقل و معرفت کی ترقی ایک بدوی اور وحشی وقبائلی سے لے کر ارسطو اور افلاطون تک بلکہ اس بھی بدرجہا بڑھ کر ہر انسان کی استعداد و قابلیت کے لحاظ سے کم سے کم اور زیادہ پائی جائے گی اور اس ترقی کا انحصار، علم کے وسائل و ذرائع کی ترقی پر ہوا کرتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ انسان کے اکتسابی (1) علوم، وساطت وذرائع، مثلاً حواسِ خمسہ، عقل و استدلال، اسباب و علل، تجربات و مشاہدات، تعلیم وتعلم (2) وغیرہ اُمور پر منحصر ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو انسان کا علم صرف وجدانیات، فطریات اور بدیہیات ہی کی حد تک محدود رہ جائے گا۔ اگرچیکہ بلحاظ خصوصیات ان اُمور سے جو علم حاصل ہوتا ہے اُس کو بے وساطت علم کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ اُمور بھی اعضائے رئیسہ (3) وغیرہ ذرائع اور وسایط (4) کے محتاج ہیں۔

علمِ غیب کیا ہے ؟

اگر ہم حیدرآباد میں بیٹھے ہوئے، امریکہ یا برطانیہ میں رہنے والے کسی عزیز کی کیفیت معلوم کرنا چاہیں اور ٹپہ، ٹیلی فون، تار، لاسلکی (5) یا قاصد وغیرہ ذرائع علم سے کوئی ذریعہ موجود نہ ہو تو ظاہر ہے کہ ہم اپنے اُس عزیز کی کیفیت معلوم نہیں کر سکیں گے۔ اگر تمام ذرائع علم مفقود ہونے کے باوجود، ہم بیٹھے بیٹھے معلوم کرلیں تو یہ علم، "علمِ غیب" ہوگا۔

چنانچہ صاحبِ تفسیرِ بیضاوی نے لکھا ہے کہ :-

والمرادبه الخفی الذی لا یدرکه الحس و لا تقتضیه بداهة العقل

ترجمہ :- غیب اُس پوشیدہ چیز کا نام ہے، جسے نہ قوتِ حس ادراک (6) کرسکتی ہے۔ بداہت عقل پاسکتی ہے۔

1۔ اکتسابی علوم :- کوشش سے حاصل ہونے والے علوم۔ 2۔ تَعَلُّمْ :- تعلیم کی ضد ہے۔ جس کے معنیٰ خود علم حاصل کرنے کے ہیں۔

3۔ اعضائے رئیسہ :- جسم کے بنیادی اہمیت کے حامل اعضاء جن پر زندگی کی انحصار ہے جیسے دل، دماغ، جگر وغیرہ۔ 4۔ وسایط :- واسطے کی جمع ہے۔ جس کے معنیٰ ذریعہ اور وسیلہ کے ہیں۔ 5۔ لاسلکی :- ریڈیو یا وائرلیس 6۔ ادراک :- محسوس کرکے سمجھنا۔

امام فخرالدین رازیؒ نے **يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ** (یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :-

قَوْلُ الْجَمْهُوْرِ الْمُفَسِّرِيْنَ اَنَّ الْغَيْبَ هُوَالَّذِىْ يَكُوْنُ غَايِبًا مِنَ الْحَاسَّةِ۔

ترجمہ :- جمہور مفسرین کا قول یہی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو۔

اس سے ظاہر ہے کہ علمِ غیب اُن اُمور کے جاننے کو کہتے ہیں جو انسان کے حواسِ ظاہریہ و باطنیہ سے غائب ہوں اور اکتسابِ علم کے تمام موجودہ وسائل و ذرائع سے اُن اُمور کو جاننا مُتعذّر (1) و محال ہو۔!!!

علمِ غیب کی اس خصوصیت کے لحاظ سے یہ بات محتاجِ بیان نہیں رہی کہ ایسا "علم" انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اگر کوئی طبیب کسی مریض کی اندرونی کیفیات کا علم کسی کے بتائے بغیر حاصل کر لیتا ہو تو یہ "فنِ نباضی" (2) کا کمال اور ذہانت و قوائے دماغی کی خداداد قابلیت کا آئینہ دار ہے۔

چاند گہن، سورج گہن، بارش اور طوفانی ہواؤں کی پیشین گوئیاں بھی خاص علم اور آلات و تجربات کی وساطت سے ہی ممکن ہو سکتی ہیں۔

اسی طرح ایک نجومی کی پیشین گوئی کا دارومدار اُس کے خاص علمِ وحساب پر ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں بعض لوگ بغیر حساب و کتاب کے غیب کی باتیں بیان کر دیتے تھے جن کو "کاہن" کہا جاتا تھا۔ اُن کے علم کا دارومدار بھی محض غیبی افراد مثلاً جنات وغیرہ سے تعلق پر مبنی تھا جو ایک مخصوص ریاضت اور عملیات اور منتروں کی وجہ سے حاصل ہوتا تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ خود جنات کو بھی کسی طرح علمِ غیب پر قدرت نہیں ہے۔ اُن کا علم بھی محدود اور غیر یقینی ہوتا ہے۔ البتہ انسانی حدودِ حواس سے اُن کی حدود کچھ متجاوز (3) اور متغائر (4) ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض اُمور جو انسانی حواس سے غایب رہتے ہیں، اُن سے وہ مطلع رہتے ہیں لیکن خود اُن کے حدودِ حواس سے جو اُمور غایب ہوں اُن کا علم حاصل نہیں کر سکتے۔!!! یہی حال فرشتوں کا بھی ہے حالانکہ فرشتوں کے حدودِ حواس، جنات سے

1- مُتعَذّر:- عذر ہونے والا۔ یعنے جاننے میں کوئی عذر لاحق ہو۔ 2۔ فنِ نباضی :- نبض کے ذریعہ احوالِ بدنی کا علم حاصل کرنے کا فن۔

3۔ متجاوز :- حد سے آگے بڑھی ہوئی۔ 4۔ متغائر :- ایک دوسرے سے غیر یعنے ممتاز

بہت برتر ہوتے ہیں۔ لیکن فرشتے بھی اپنے حدود سے متجاوز اُمور کا علم حاصل نہیں کرسکتے۔ یہ اُن کے بس سے بھی باہر ہے۔!!!

مقامِ غور ہے کہ خلفائے الٰہی کواُمور مغیبہ کا خدا کی طرف سے قطعی و یقینی علم رہنے کے باوجود، انھیں " عالم الغیب" نہیں کہہ سکتے ہیں تو ان اکتسابی اور غیر قطعی علوم پر " علمِ غیب" کا اطلاق کیسے ہوسکتا ہے۔ ؟!!! اس لئے کہ خلفائے الٰہی کو بھی جو علمِ غیب حاصل ہوتا ہے وہ توسط اور وسیلہ ہی سے ہوتا ہے۔ خواہ وہ توسط کسی مخصوص فرشتہ کا ہو یا خود ذاتِ باری تعالیٰ کا۔ آخر توسط و ذریعہ تو ضرور ہے۔!!!

اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں بیان کرنا بھی خلفائے الٰہی کے معجزات میں شامل ہے۔ اگرچہ کہ اولیائے کرام و مقربینِ بارگاہِ رب العزت سے بھی غیب کی خبریں خدا کی طرف سے ظہور میں آتی ہیں مگر اُن پر کرامات کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن جو قطعیتِ تامہ (1) خلفائے الٰہی کی بیان کی ہوئی غیب کی خبروں کو حاصل ہے وہ کسی بھی غیر خلیفۃ اللہ کو حاصل نہیں۔ اسی لئے مغیباتِ خلفائے الٰہی کو بھی معجزات میں شمار کیا گیا ہے۔

علمائے متقدمین و متاخرین نے اس مسئلہ پر جو معرکتہ الآراء بحثیں کی ہیں اُن کے مطالعہ سے علمِ غیب کی جو تعریف متعین کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ :-

" علمِ غیب وہ علم ہے جو تمام ممکنہ ذرائع علم مفقود ہونے کے باوجود بغیر کسی توسط کے معلوم ہوجائے۔"

ایسا علم انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ حتیٰ کہ خلفائے الٰہی کے لئے بھی محال ہے۔ مولوی عبدالحق دہلوی نے " عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ--الخ "(سورۃ الجن) 26-27 (اللہ غیب کا جاننے والا ہے۔ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے، آگاہ کرتا ہے۔) آیتِ شریفہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :-

"امامِ فخرالدین رازیؒ " غَيْبِهٖ " سے مراد صرف قیامت کی خبر لیتے ہیں۔"

1- قطعیتِ تامہ :- کامل قطعی بات، جس کے کامل و مکمل ہونے میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

" (معتزلہ وغیرہ کے) اس اعتراض سے اور اُن شبہات سے بچنے کے لئے کہ بعض "غیب" کاہن اور اہلِ خواب بھی جانتے ہیں ۔ الخ

جلد 7 صفحہ 244 ۔

اس پر قاضی شوکانی کہتے ہیں کہ :-

" ظنیت اور قطعیت کا بین فرق ہوتے ہوئے علمِ غیبِ رسول اللہ ﷺ کے اظہار میں کیوں تامل کرنا چاہیئے ۔"

احقر عرض کرتا ہے کہ " علمِ غیب" کی تعریف میں " بلاتوسط" کی جو شرط موجود ہے ، دلیلِ واضح اور برہانِ قاطع (1) ہے ۔ اس لئے معتزلہ وغیرہ کے کسی اعتراض سے بچنے کی ضرورت ہی نہیں ۔ کیوں کہ " علمِ غیب" کی مذکورالصدر تعریف ، ایسی جامع و مانع ہے کہ کاہنوں اور نجوم و رمل وغیرہ علوم کے ماہروں کے علم کو زیرِ بحث " علمِ غیب" سے کوئی نسبت ہی نہیں ۔ اس لئے کہ اُن میں سے کسی کو بھی " بلاتوسط " علمِ غیب حاصل نہیں ہے ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ خلفائے الٰہی کو منجانب اللہ اُمورِ مغیبہ کا قطعی و یقینی علم ہونے کے باوجود اُس پر بھی " علمِ غیب" کا اطلاق مذکورالصدر تعریف کے لحاظ سے نہیں ہوسکتا ۔ کیوں کہ کسی بھی خلیفتہ اللہ کو غیب کی باتوں کا علم ، توسط اور وسیلہ ہی سے ہو سکتا ہے ۔ خواہ وہ توسط کسی مخصوص فرشتہ کا ہو یا بلا واسطہ ، خود ذاتِ باری تعالیٰ کا ہو ، آخر توسط و ذریعہ تو ضرور ہے ۔ اسی لئے مذہبِ اسلام میں بالاتفاق یہ مسلم ہے کہ صفتِ " علمِ غیب" سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں ۔ چنانچہ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ۔

علمِ غیبے کس نداند بجز پروردگار

گر کسے گوید که من دانم ازو باور مدار

ترجمہ :- غیب کا علم سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ، اگر کوئی کہے کہ میں جانتا ہوں تو اُس کو باور نہ کیا جائے ۔

---

1 ۔ برہانِ قاطع :- قطعی دلیل

مصطفیؐ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیلؑ

جبرئیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

ترجمہ :- حضرت مصطفیٰ ﷺ اُس وقت تک نہیں فرماتے تھے جب تک کہ جبرئیل علیہ السلام آپؐ سے نہ کہیں اور جبرئیل علیہ السلام بھی اُس وقت تک آپؐ کو نہیں کہتے تھے جب تک خدائے تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو نہ فرمائے۔

فرامینِ حضرت امامنا مہدی ء موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہی ثابت ہے۔ اس لئے قومِ مہدویہ کا بھی بالاتفاق یہی اعتقاد ہے کہ علمِ غیب صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں فرمایا ہے کہ :-

"عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ " اللہ حاضر و غائب کا جاننے والا ہے۔

یہاں یہ نکتہ قابلِ ملاحظہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کے علمِ بے پایاں میں عیاں ہے تو اُس کو "عالِم الغیب" کہنے کے کیا معنٰی ہیں ؟ عالِم الغیب کہنا تو اُس وقت صحیح ہو گا، جب کہ کوئی چیز اللہ سے غائب رہے اور کسی ذریعہ و توسط کے بغیر اُس کا علم ہو جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ " غیب" اور " شہادۃ" یعنے حاضر کا ذکر اللہ تعالیٰ نے انسان کے لحاظ سے فرمایا ہے۔ یعنی جو چیزیں انسان کی حدودِ علم میں موجود نہیں ہیں اور جو چیزیں غائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کا جاننے والا ہے۔

کیا خلفائے الٰہی عالم الغیب تھے ؟

بعض آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زبانی توضیح کروادی ہے کہ :-

(1) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط (سورۃ النمل)65

ترجمہ :- (اے محمدؐ) آپؐ کہہ دو کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کے سوائے وہ غیب کی بات نہیں جانتا۔

(2) وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِج (سورۃ اعراف)188

ترجمہ :- اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو اپنا بہت کچھ فائدہ کر لیتا۔

(3) وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَایَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَط (سورۃ انعام)59

ترجمہ :- اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جن کو اس کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔

ان آیات سے واضح ہے کہ غیب کا جاننا صرف اُسی "وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ" کی صفت ہے۔ اُس کے سوائے خواہ انسان ہو کہ جن، شیطان ہو کہ فرشتہ کوئی نہیں جان سکتا۔ حتیٰ کہ نبی و خلیفۃ اللہ کیوں نہ ہو۔!!

اس مختصر گفتگو سے مسئلہ "علمِ غیب" کی بادلیل توضیح ہوچکی۔ قرآنِ مجید میں ایسی آیتِ شریفہ بھی موجود ہے کہ جس سے بعض علماء کی نظر میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا بھی صاحبِ علمِ غیب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝ (سورۃ التکویر) 24

ترجمہ :- اور (محمد ﷺ) غیب کی باتیں بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں۔

اس آیۂ کریمہ میں "ضَنِیْنٍ" (بخیل) کا لفظ آپؐ کے صاحبِ "علمِ غیب" ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ کیوں کہ بخیل اُس شخص کو کہا جائے گا جس کے پاس زر و دولت ہو اور ضرورت پر اُس سے کام نہ لے۔ اگر کسی کے پاس زر و دولت ہی نہ ہو اور وہ ضرورت پر خرچ نہ کر سکے تو اُس کو مفلس و محتاج کہتے ہیں۔ بخیل نہیں کہتے۔ پس "عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ" کی نفی سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم غیب کی باتیں بیان کرنے میں سخی ہیں۔ صاحبِ علم غیب ہیں۔

اسی طرح بعض احادیثِ شریفہ سے بھی یہ بات ظاہر کی جاتی ہے کہ آپؐ کو "علمِ غیب" حاصل تھا۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:-

"وَعُلِّمْتَ مَا کَانَ وَسَیَکُوْنُ" یعنی جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا میں نے اُس کو جان لیا۔

مشکوۃِ شریف کی حدیثِ شریف ہے کہ :-

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :-

"میں وہ دیکھتا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم لوگ نہیں سنتے اور میں اُس آخری شخص کو بھی جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہوگا اور اُس آخری شخص کو بھی جانتا ہوں جو دوزخ میں داخل ہوگا"۔

ایسی اور بھی احادیثِ شریفہ ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علمائے احناف نے اس پر سے استدلال کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ کو بھی "علمِ غیب" تھا۔ ساتھ ہی یہ صراحت بھی کردی ہے کہ یہ مجاز کی صورت ہے ۔ مجاز کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ "لفظ" جس معنیٰ کے لئے وضع کیا گیا ہو، اُسی معنیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو اُس کو "حقیقت" کہتے ہیں۔ اگر کسی لفظ کو ایسے معنوں کے لئے استعمال کیا جائے جس میں اُس کے اصلی معنوں کا کوئی جزو پایا جاتا ہو تو اُس کو "مجاز" کہتے ہیں۔ مثلاً "شیر" کے لئے لفظِ "شیر" کا استعمال حقیقت ہے کیوں کہ یہ لفظ انہی معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اگر کسی انسان کو "شیر" اس لئے کہا جائے کہ اُس میں شیر کی صفات کا ایک جزو "شجاعت" موجود ہے تو ایسا استعمال مجاز کہلائے گا۔

اسی طرح "علمِ غیب" کی تعریف جس علم پر پوری صادق آسکتی ہے وہ علم سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ حقیقت ہے۔

مجاز کی توضیح یہ ہے کہ خلیفتہ اللہ کو اُمورِ مغیبہ کا علم مخصوص فرشتے کے ذریعہ یا خود ذاتِ باری تعالیٰ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں وسیلے ایسے ہیں کہ جن کو اپنے اختیار اور کوشش سے حاصل کرنا، طاقتِ بشری سے خارج ہے۔ دقیق سے دقیق علم کسب و اکتساب سے حاصل ہونا ممکن ہے لیکن اس طرح کا علم حاصل کرنا ممکن نہیں۔!!! اسی لئے ایسے علم کو "وہبی علم" (1) کہتے ہیں۔

1- وہبی علم :- اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا ہوا علم۔

جس کے لئے کسب وکوشش کامیاب نہیں ہوسکتی بلکہ وہابِ تعالیٰ (1) جس کو چاہتا ہے اس کے لئے منتخب فرمالیتا ہے۔

اس بحث سے ظاہر ہے کہ خلیفۃ اللہ کا ایسا علم، اگرچہ ذریعہ اور وسیلہ ضرور رکھتا ہے لیکن یہ ایسا وسیلہ ہے کہ اکتسابِ علم کے تمام وسائل وذرائع اور قوائے انسانی کی مکمل قوتیں صرف کردینے کے بعد بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ گویا خلیفۃ اللہ کا یہ علم، غَیۡبِیَّتۡ اور وَہۡبِیَّتۡ کا مظہر ہے۔ اسی نسبت سے اس علم کو "علمِ غیب" سے تعبیر کیا گیا ہے کیوں کہ وہ ساری دنیا کے انسانوں کے لحاظ سے "علمِ غیب" ضرور ہے۔ پس ایسی صورت میں "علمِ غیب" کا اطلاق بطورِ مجاز ہوگا۔

یہ خلاصہ ہے بعض علماء کے اُن مباحث کا جو رسول اللہ ﷺ کی بھی "عالم الغیب" ثابت کر کے مجاز و حقیقت کے فرق کا استدلال کرتے ہیں۔

احقر عرض کرتا ہے کہ آئیہ کریمہ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ (سورۃ التکویر) 24 (رسول اللہ ﷺ غیب کی باتیں بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں) کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو منجانب اللہ غیب کی جن باتوں سے آگاہ فرمایا گیا ہے اُن کے اظہار میں بخیل نہیں ہیں۔ اسی طرح احادیثِ مذکورہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ آپؐ کو منجانبِ اللہ نہ صرف قیامت تک ہونے والی باتیں بلکہ اُس کے بعد پیش آنے والی باتیں معلوم کی گئی ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ اس آئیہ کریمہ سے اور اُن احادیثِ شریفۂ مذکورہ سے بھی رسول اللہ ﷺ کا کسی حیثیت سے بھی "عالم الغیب" ہونا ثابت ہی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مجازی حیثیت سے یا اضافی حیثیت سے بھی آپ کو "عالم الغیب" قرار دینا، حقیقی منشائے آیات و احادیث سے سرسر غیر مطابق ہے۔ کیوں کہ "علمِ غیب" کی صفت آپ کو بذاتہٖ حاصل نہیں تھی۔!!

غرض بہر جہت یہی ثابت ہوتا ہے کہ "صفتِ علمِ غیب" سے صرف خدائے تعالیٰ کی ذات ہی متصف ہے۔ خدائے تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، جس قدر چاہتا ہے، غیب کی باتوں سے آگاہ فرماتا ہے۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں آنحضرت ﷺ کی زبانی صاف اعلان کروادیا کہ :-

"(اے محمدؐ) کہہ دو کہ آسمانوں اور زمین میں خدا کے سوائے کوئی غیب جاننے والا نہیں ہے۔ اور میں خود غیب نہیں جانتا ہوں"۔

اس کے سوائے اور بھی آیاتِ کریمہ اس سے قبل درج کی جاچکی ہیں ۔

پیشین گوئیوں کی احادیث کیوں واجب الایمان ہیں ؟ !

بعض لوگوں نے اس قدر غلو کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی پیشنین گوئیوں کو احادیث کی صحت ہی سے انکار کر دیا اور اسی بنیاد پر مہدی ءِ موعودؑ کی بعثت سے متعلقہ احادیث کی صحت سے بھی انکار کر دیا گیا۔ چانچہ رسالہٗ "نگار" ماہ فبروری 1935ء عیسوی جلد 2 میں صاف لکھ دیا گیا کہ :-

" بات یہ ہے کہ پیشین گوئیوں کی جتنی احادیث ہیں وہ کسی طرح قابلِ لحاظ نہیں ہیں ۔ کیونکہ " علمِ غیب " کے جاننے سے خود رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً انکا کیا ہے ۔"

اس میں شک نہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ نے علمِ غیب کے جاننے سے صراحتاً انکار کیا ہے ، جس کو ہم نے بھی دلائلِ قاطعہ سے واضح اور ثابت کیا ہے ۔ لیکن یہ کہنا کہ جب آنحضرت ﷺ کو علمِ غیب کی صفت نہیں تھی تو " پیشین گوئیوں کی جتنی احادیث ہیں وہ کسی طرح چنداں قابلِ لحاظ نہیں " بالکل غلط ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جن جن غیب کی باتوں سے واقف فرمایا ہے ، اور اسی بناء پر آنحضرت ﷺ نے جن غیب باتوں کو ظاہر فرمایا ہے ، اُن احادیث سے انکار کرنا آیاتِ قرآنیہ کے انکار کو مستلزم ہے ۔ جس کی صراحت آیات و احادیث کی روشنی میں اوپر بیان کی جا چکی ۔ ۔ نیز یہ کہ " مغیبات " میں صرف پیشین گوئیاں ہی نہیں بلکہ اور بھی اُمور شامل ہیں ، جن کا بیان آگے آئے گا۔

اصل بات تو یہ ہے کہ نہ صرف مغیبات کی احادیثِ شریفہ بلکہ آپؐ کی جملہ احادیثِ صحیحہ کا تعلق خدائے تعالیٰ ہی کی تعلیم سے ہے ۔!!

چنانچہ قرآنِ شریف میں صاف وصریح طور پر فرمایا ہے کہ :-

وَمَایَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَاِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی (سورۃ اَلنَّجْمُ) یعنی (محمد ﷺ) جو بولتے ہیں ، اپنی طرف سے نہیں بولتے ، وہی بولتے ہیں جو اُن کو وحی کی جاتی ہے ۔

وَمَا یَنْطِقُ کے الفاظ عمومیتِ تامہ کا مفہوم رکھتے ہیں ۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی ہر بات " وحی " ہے ۔ خواہ وہ آیاتِ قرآنی ہوں یا احادیثِ شریفہ جن کی سند آنحضرت ﷺ کی طرف صحیح ہو۔ اسی لئے اکابرِ علمائے اہلِ سنت نے بالاتفاق " وحی " کی دو قسمیں تسلیم کی ہیں ۔ " وحیٔ متلو " 1 " و " وحیٔ غیر متلو " 2 ۔ " وحیٔ متلو " میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو معلوم کروائے گئے ، اُن کی پابندی و حفاظت آپؐ نے لازماً فرمائی ہے ۔ اس کو " کلام اللہ " یا " آیاتِ قرآنی " کہا جاتا ہے ۔ ۔ اور " وحیٔ غیر متلو " میں آپؐ نے ایسی پابندی نہیں فرمائی تاکہ " قرآن " اور " حدیث " دونوں آپؐ کی امت کے لئے علٰحدہ علٰحدہ محفوظ رہیں ۔ " وحیٔ غیر متلو " یعنے کلام اللہ کی توضیح بیان فرمائی ہے ۔ گویا احادیثِ شریفہ ، آیاتِ قرآنی کی صحیح تفسیر اور تعمیلِ احکامِ قرآنی کی صحیح تعلیم کا فایدہ دیتی ہیں ۔

آئیہ کریمۂ مذکورہ سے جب یہ ثابت ہے کہ آپؐ کا ہر فرمان ، تعلیم خداوندی پر مبنی ہے تو یہ بھی ماننا لازم ہوگا کہ نہ صرف پیشین گوئیاں بلکہ غیب کی جتنی باتوں کا آپؐ نے اظہار فرمایا ہے وہ سب منجانب اللہ ہی ہے ۔ لہٰذا اس کو تسلیم کرنے میں کسی اور کلام کی سرِ مو گنجائش نہیں ۔ !!!!

مغیبات کی قسمیں

ہم ذیل میں بتلائیں گے کہ جن جن صورتوں پر غیب کا اطلاق صحیح ہوسکتا ہے ، اُن سب صورتوں کے تعلق سے احادیثِ شریفہ پائی جاتی ہیں ۔ ان تمام صورتوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ۔

1۔ خارج عنِ الادراک 1 اُمور

2۔ زمانۂ گذشتہ سے تعلق رکھنے والے اُمور

3۔ زمانۂ موجودہ سے تعلق رکھنے والے اُمور

4۔ زمانۂ آیندہ سے تعلق رکھنے والے اُمور

مراتبِ امام مہدی ءِ موعود صلعم

یہاں اس امر کا "وُضُوُحْ " ح2 بھی ضروری ہے کہ امامنا حضرت مہدی ءِ موعود ﷺ بھی خلیفتہ اللہ ، داعی الی اللہ ، خاتمِ ولایتِ محمدؐیہ ہیں ۔آپؑ کے احکام و تعلیمات بھی خدائے تعالیٰ کی ہی تعلیمات کے تحت ہیں ۔ (جس کی بادلائل توضیح ، احقر کے مضمون بعنوانِ " دعویِٰ مہدیت کی بنیادی دلیل " میں کی گئی ہے ۔ ملاحظہ ہو۔ " نورِ حیات" ۔ میلاد نمبر بابتہ ماہ جمادی الاولیٰ 1383ہجری) اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بھی " مغیبات " سے واقف فرمایا ہے،جو آپؑ کی روایاتِ صحیحہ ح3 سے ظاہر ہے ۔

مخفی مباد ح4 کہ حضرت مہدی ءِ موعود ﷺ نے بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرح صراحتاً فرما دیا ہے کہ " میں " عالم الغیب " نہیں ہوں ۔

1- خارج عن الادراک امور :- سمجھ و فہم سے خارج اُمور

2۔ وُضُوُحْ :- وضاحت کی جمع ۔ توضیح ،تشریح ۔

3۔ روایاتِ صحیحہ :- یعنے صحیح روایتیں ، صحیح نقلیاتِ مہدی ءِ موعودؑ

4۔مخفی مباد :- یعنے پوشیدہ نہ رہے ، چھپا ہوا نہ رہے ۔

روایت ہے کہ :-

"ایک دفعہ آپؑ کے بیانِ قرآن کی مجلس میں ہزارہا آدمی آپؑ کی دعوتِ الی اللہ اور بیانِ رُموز و نکات سے محظوظ ہو رہے تھے۔ چند آدمیوں کی ایک جماعت بھی پہنچی۔ ہر آدمی نے آزمائش کے طور پر اپنے دل میں ایک ایک نئی بات سوچ رکھی تھی کہ آپؑ کو آزمائیں کہ آپؑ دلوں کی مخفی بات بیان کرسکتے ہیں کہ نہیں۔ جب یہ لوگ بیٹھ چکے تو امامنا علیہ السلام نے اُن کی طرف التفات فرماتے ہوئے قرآنِ مجید کی وہی آیت تلاوت فرمائی جو کہ حضرت رسول علیہ السلام کی زبانی تلاوت کروائی گئی تھی۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ (سورة الانعام) 50

ترجمہ :- (اے محمدؐ) کہو کہ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور واضح فرمادیا کہ اللہ کا خلیفہ "عالم الغیب" نہیں ہوتا۔ وہی بات سناتا ہے جس کو سنانے کا اُسے منجانبِ اللہ حکم ہو۔

نیز یہ خصوصیت بھی پیشِ نظر رہے کہ حضرت امام مہدی ءِ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے مراتب وصفات و خصوصیات بھی بیان فرمائے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو حاصل تھے۔ جن میں مراتب ومقامِ نبوت و رسالت کا بیان بھی شامل ہے۔ لیکن خود کو "نبی" و "رسول" کہنے کی آپؑ نے دعوت نہیں دی ہے۔ اور نہ ایسا دعویٰ فرمایا ہے چنانچہ آپؑ کے ایک خاص صحابی حضرت بندگی میاں شاہِ دلاورؓ سے ایک روایت جلیل القدر تابعی حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ نے نقل کی ہے۔

"حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اُسی زمانہ میں چاروں کتبِ سماویہ (توریت، زبور، انجیل، قرآن) کی بے مثل تعلیم دے دی ہے۔ اگر بندہ "توریت" پڑھتا تو لوگ متحیر ہے[1] ہوجاتے کہ یہ کیوں کر حاصل ہوا اور کہتے کہ موسیٰ نے دوبارہ ظہور پایا ہے۔ بندہ نے (اس قوت و صلاحیت کو) ہضم کیا۔ اگر بندہ "انجیل" پڑھتا تو لوگ کہتے کہ مسیح ابنِ مریمؑ دوسری مرتبہ نمودار ہوئے ہیں۔ اسی طرح اگر "زبور" پڑھتا تو کہتے کہ یہ تو داوٗدؑ ہیں، اگر کلام اللہ پڑھتا تو لوگ خیال کرتے کہ رسول اللہؐ دوبارہ تشریف لائے ہیں۔ اور اس بارے

1- متحیر:- حیرت زدہ۔ حیران وپریشان

میں مبتلائے شک ہوجاتے۔ بندہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہضم کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ولایتِ محمدیہؐ کا بار اُٹھانے کے لئے پیدا کیا فرمایا ہے۔ (مولود مولفہ حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ)

اسی لئے صاحبِ رسالہ " اَجُوبۂ اَسئوَلہ " نے لکھا ہے کہ :-

" مہدیؑ " کو " نبی " و " رسول " نہیں کہنا چاہیئے۔

اگرچہ کہ حضرت امامنا علیہ السلام کی بعثت بہ ارسالِ خداوندی ہوئی ہے، لیکن بطورِ اصطلاح و القاب آپؑ کو " نبی " و " رسول " نہیں کہا جاتا کیوں کہ آپؑ نے دعویٰ نبوت و رسالت نہیں کیا ہے۔ اسی لئے عاشقِ مہدی ءِ موعودؑ، علامہ دوراں، عارفِ کامل، حضرت بندگی میاں شاہِ برہان رحمتہ اللہ علیہ نے صاف طور پر صراحتاً تحریر فرمایا ہے کہ :-

ایں ذات را پیغمبر گفتن روانیست که بعد پیغمبرِ ما پیغمبر نه شود بلکه اگر پیغمبر دریں امت نزول کند نامِ او ولی باشد نه نبی۔ پس ذاتِ مہدیؑ آں دعویٰ کرده است که جز پیغمبر را نه سزو۔۔الخ (شواہدالوہایت۔ باب 17)

ترجمہ :- اس ذات (مہدی ءِ موعودؑ) کو پیغمبر کہنا روا نہیں ہے۔ کیوں کہ ہمارے پیغمبرؐ (محمد الرسول اللہؐ) کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی پیغمبر اس امت میں نازل بھی ہو تو اُس کا نام " ولی " ہوگا۔ نہ کہ " نبی " پس ذاتِ مہدیؑ اور اولیاء کی ذاتوں سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے کہ مہدی ءِ موعودؑ نے وہ دعویٰ کیا ہے جو سوائے پیغمبر کے کسی اور کو سزاوار نہیں ۔۔الخ (شواہدالولایت۔ باب 17)

صاحبِ " شواہدالولایت " نے جو تحریر فرمایا ہے اس کی تائید اُن سے مقدم تحریرات سے بھی ہوتی ہے اور فرمانِ امام علیہ السلام سے بھی ہوتی ہے۔ نیز اس حدیثِ شریف سے بھی ہوتی ہے جس کو سراجِ منیر، حاملِ بارِ امانت، حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے " مکتوبِ ملتانی " میں درج کرکے استدلال فرمایا ہے، جسے علمائے ملتان کے لئے تبلیغاً روانہ فرمایا تھا۔ وَ ھُوَ ھٰذَا:-

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلَّمُ اِنّی لَا عرف قُوماً ھُم بِمنزِلَتِیٖ فَقَالَ الْاَصحَابُ کَیفَ یکُونُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ اَنْتَ خَاتَمُ النَّبِیِّین وَلَا نَبِیَّ بَعدَکَ فَقَالَ لَیْسُوا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَلٰکِنَ یَغبطھُمُ الْاَنبِیَا ءِ بِقُربِھِمْ وَ مُقعوھم مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ ھُمُ الْمُتَجَابُّونَ فِی اللّٰہِ۔

ترجمہ :-فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں ایک ایسی قوم کو جانتا ہوں جو میری منزل میں ہے۔ اصحابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیونکر ہوسکے گا جب کہ آپؐ خاتم النبیینؑ ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا وہ لوگ انبیاء تو نہیں ہیں لیکن اللہ سے اُن کے قرب اور مقامِ قرب کی وجہ انبیاء اُن سے رشک کریں گے اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے ہوں گے۔

اس حدیثِ شریف کو امامِ فخرالدین رازیؒ نے بھی تفسیرِ کبیر جلد ثانی میں درج فرمایا ہے۔ اس حدیثِ شریف سے آئیہ شریفہ :-

وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ(سورۃ الاحزاب)40

ترجمہ :- (اور لیکن (محمدؐ) اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں)

کی بھی تفسیر ہورہی ہے اور حدیثِ شریف لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ (میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) کی توثیق بھی ہورہی ہے۔ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے اس حدیث کو استدلاً جو پیش فرمایا، اُس سے یہ امر بھی بخوبی مترشح ہورہا ہے کہ "ختمِ نبوت" کے بارے میں مہدویہ کا اعتقاد کیا ہے۔!!! اور بزرگانِ دین نے مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی نسبت باطناً نبی کا اعتقاد کیوں قائم فرمایا ہے۔!!!

ایسی ہی تعلیماتِ مہدویہ کی روشنی میں حضرت بندگی میاں شاہ برہانؒ نے صاف وصریح طور پر لکھ دیا ہے کہ :-

این ذات را پیغمبر گفتن روا نیست که بعدِ پیغمبر ما پیغمبر نه شود۔

ترجمہ :- اس ذات (حضرت مہدی ءِ موعودؑ) کو پیغمبر کہنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ ہمارے پیغمبرؐ (محمد الرسول اللہ) کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ برہانؒ نے بھی اپنی کسی تالیف میں مہدی ءِ موعودؑ کے القاب میں "نبی" یا "رسول" نہیں لکھا ہے۔ البتہ "پیغمبر صفات" کئی جگہ تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح قومِ مہدویہ کی کسی بھی قدیم مستند و متداول کتاب میں سلف کے بزرگوں نے بھی مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی نبی یا رسول نہیں لکھا ہے۔

اس مختصر تشریح سے یہ بات اظہر من الشمس ے[1] ہو رہی ہے کہ بعض مخالفینِ مہدویہ نے اپنی کتابوں میں مہدویوں پر یہ جو الزام عاید کیا کہ مہدوی اپنے امامؑ کو نبی و رسول کہتے ہیں ، بالکل غلط ، بے بنیاد اور محض افتراء ہے ۔

حاصلِ کلام یہ کہ حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام کو مطلقاً نبی یا مطلقاً رسول ، اصطلاحاً نہیں کہا جاتا۔ کیوں کہ امام علیہ السلام ، خلیفۃ اللہ ، معصوم عن الخطا، و داعی الی اللہ ، پیغمبر صفات ، خاتمِ ولایتِ محمّدیہ ہیں ۔ اس لئے آپؑ سے منجانب اللہ معجزات کا ظہور ہوا ہے ۔ اور "مغیبات" سے بھی آپ کو مطلع فرمایا گیا ہے،جو آپؑ کی روایاتِ صحیحہ سے ظاہر ہے ۔

خَارِجٌ عَنِ الْاِدْرَاکْ مُغِیْبَات

(1) پہلی صورت ، مغیبات کے اُن اُمور سے متعلق ہے جو خارج عن الادراک ، یعنی حدودِ حواسِ ظاہرہ و باطنیہ سے باہر ہوں ۔ جیسے دوزخ و جنت کا علم، فرشتوں کا علم وغیرہ ۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کو ایسے اُمورِ مغیبہ سے بھی مطلع کیا گیا ہے جو آیاتِ کریمہ واحادیثِ شریفہ سے ثابت ہے ۔ کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اس کی مزید تصریح طوالت کا موجب ہوگی ۔

نیز امام مہدی ءِ موعود علیہ السلام کو بھی ایسے خارج عن الادراک اُمور سے اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا ہے ۔ چنانچہ روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا :-

" ایں جا ہم جبرئیلؑ است امّا دعویٰ جبرئیل نیست۔" ترجمہ :- یہاں بھی جبرئیل ہیں لیکن دعویٰ جبرئیل نہیں ہے ۔

نیز روایت ہے کہ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ :-

" جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ ہزار فرشتے نشان والے رہا کرتے تھے ، اُسی طرح بحکمِ خدا اور بمصداقِ رسولِ خدا (یَقْفُوْااَثَرِیْ وَلَا یُخْطِیْ) یعنی میرے نشانِ قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا) بندہ کے ساتھ بھی رہا کرتے ہیں ۔"

1-اَظْہَرَ مِنَ الشَّمْسَ :- سورج سے زیادہ ظاہراور واضح۔

نیز روایت ہے کہ :-

(اماماً) خراسان کے علاقہ " فراح" میں قیام گاہ سے جامع مسجد کو تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضرت! یہاں ٹھہرے میں کیا مصلحت ہے ؟ آپؑ نے فرمایا: فرشتے نور کے طبقات کے ساتھ نازل ہو رہے ہیں اور حکمِ خداوندی ہو رہا ہے کہ تمہارے لئے یہ مقام ہم نے متبرک قرار دیا ہے۔ یہیں ٹھہر جاؤ۔ بعد میں یہی مقام آپؑ کا مزارِ مبارک قرار پایا۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی طرح امام مہدی ءِ موعود علیہ السلام کو بھی فرشتوں سے واقف فرمایا جو عام انسانوں کے لئے خارج عن الادراک ہے۔

زمانۂ گزشتہ کے متعلق مغیبات

(2) مغیبات کی دوسری صورت زمانۂ گذشتہ سے متعلق ہے۔ زمانۂ گذشتہ کے ایسے واقعات جن کا علم کسی کو نہ ہوا ہو اور انسانی وسائل و ذرائع اُن واقعات کے علم و ادراک سے قاصر رہے ہوں تو ایسے واقعات کے علم کو بھی قرآن و حدیث کی رو سے مغیبات میں شامل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو ایسے اُمورِ مغیبہ کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور یہ بھی صراحت فرمادی ہے کہ اس سے پہلے تم کو اور تمہاری قوم کو اس کا علم نہ تھا۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے بعد فرماتا ہے:-

تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِالْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ ۚ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕ (سورۃ ھود)49

ترجمہ :- یہ غیب کی خبریں ہیں ۔ ہم اُن کو آپؐ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اِن کو اس سے پہلے نہ آپؐ جانتے تھے اور نہ آپؐ کی قوم جانتی تھی۔

حضرت مریمؑ کے مختصر قصہ کے بعد فرماتا ہے کہ :-

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ؕ وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ ص وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ (سورۃ آل عمران) 44

ترجمہ :- یہ غیب کی خبریں ہیں جنھیں ہم آپؐ کی طرف وحی کرتے ہیں اورآپؐ اُن کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے اقلام (نہر میں) ڈال رہے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کا کفیل ہوگا اورآپؐ اُن کے پاس نہ تھے جب کہ وہ باہم جھگڑرہے تھے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے پورے قصہ کے بعد فرماتا ہے کہ :-

ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہِ اِلَیۡکَ ۚ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡھِمۡ ۔۔ الخ(سورۃ یوسف) 102

ترجمہ :- یہ غیب کی خبریں ہیں ،جنھیں ہم آپؐ کی طرف وحی کرتے ہیں ۔ حالانکہ آپؐ اُن کے پاس نہ تھے ۔

ان آیاتِ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ زمانہ گذشتہ کے ایسے واقعات ، جن کو عام انسانی ذرائع سے معلوم کرنا ممکن نہ ہو، مغیبات میں داخل ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے مغیبات سے بھی واقف فرمایا ہے ۔ نیز حدیثِ شریف ہے کہ :-

اِنَّ اللہَ قَدۡ رَفَعَ لِی الدُّنۡیَا فَاَنَا اَنۡظُرُ اِلَیۡھَا وَاِلیٰ مَاھُوَ کَائِنٌ فِیۡھَا اِلیٰ یَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنۡظُرُ اِلیٰ کَفِیَّ ھٰذِہٖ ۔ (رَواہُ الطَبۡرَانِی)

ترجمہ :- تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مجھ سے (اتنا) قریب کر دیا ہے کہ اُس کو دیکھ رہا ہوں اور اُس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ۔ وہ سب اس طرح دیکھ رہا ہوں ، گویا کہ اپنی ہتھیلیوں کو دیکھ رہا ہوں ۔

اس حدیثِ شریف کو ابنِ حجر مکی نے طبرانی سے روایت کیا ہے اور یہ شاہ محی الدین قادری ویلوری نے کتاب " فصل الخطاب " کے فائدہ نمبر (29) میں بیان کیا ہے ۔

اسی طرح حضرت مہدیء موعود ﷺ کو بھی خدا نے ایسے مغیبات سے واقف فرمایا ہے ۔ چنانچہ روایت ہے کہ :-

حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند حق تعالیٰ بندہ را مراتب و مقاماتِ جمیع انبیاء و اولیاء و مومنین و مومنات و احوال، جملہ موجودات ہم چناں معلوم کردہ است چناں چہ کسے دانۂ حزدل در دست وارد و بہ ہر طرف بگرداند۔ (نقلیاتِ میاں عبدا لرشیدؓ و شواہد الولایت وغیرہ)

ترجمہ :- حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بندہ کو تمام انبیاء و اولیاء اور سب مومنین و مومنات کے مراتب و مقامات اور جملہ موجودات کے حالات اس طرح معلوم کئے ہیں جیسے کہ کوئی رائی کا دانہ ہتھیلی میں رکھ کر ہر طرف پھیر کر دیکھتا ہے ۔

ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ آپؑ کے اصحابِ کرام رضوان اللہ عنہم کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقف کیا گیا ہے۔ حضرت بندگی میاں شاہِ دلاور رضی اللہ عنہٗ کی نسبت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ :-

" عرش سے تحت الثریٰ تک رائی کے دانہ کی طرح اللہ نے منکشف فرمایا ہے۔"

مغیبات کی روایات دوسرے صحابۂ کرامؓ کے بارے میں بھی ملتی ہیں۔ ان سب روایات کی بھی وہی صورت ہے جس کی ہم نے توضیح کی ہے کہ خلفائے الٰہی سے مغیبات کا ظہور ہو تو اس کو معجزات کہتے ہیں۔ صحابہؓ و اولیائے کرامؒ و عارفینِ عظام سے ظہور ہو تو اس کو کرامات کہتے ہیں۔

مگر افسوس کہ "ہدیۂ مہدویہ" میں مذکورۃ الصدر دو روایات کو پیش کر کے حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی شانِ مبارک میں اس قدر رکیک پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا اور ایسا ناروا ہزل و تمسخر[1] کیا گیا ہے کہ اُس کو دہرانا بھی ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ دل میں لرزہ ہاتھ میں رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں روایات پر سے جو الزام عاید کیا گیا ہے کہ :-

" حضرت مہدی علیہ السلام نے نہ صرف منصبِ نبوت و رسالت کی حد تک بلکہ علمِ غیب جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اُس میں بھی اپنے کو شریک بتایا ہے۔ بلکہ اپنے خلیفہ شاہِ دلاور کو بھی صفتِ ذاتِ الٰہی میں شریک بتایا ہے۔" (ملخص از ہدیۂ مہدویہ)

حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام کے منصبِ نبوت و رسالت کی حقیقی صورتِ حال تو اس سے قبل بیان ہو چکی اور " نورِ حیات" کے میلاد نمبر بابتہ ماہِ جمادی الاولیٰ 1383ھ ہجری کے مضمون بعنوان " دعویٔ مہدیت کی بنیادی دلیل" میں واضح کی جا چکی ہے۔ اب رہا یہ الزام

کہ آپؑ نے " صفتِ باری تعالیٰ میں اپنے کو شریک فرمایا ہے۔" تو اس الزام کے بارے میں صرف اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی صداقتِ مہدیت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ اُسی روایت سے اس الزام کی تردید ہوتی ہے اور یہ الزام محض افتراء ثابت ہو جاتا ہے۔!!!

1- ہزل و تمسخر:- تمسخر کرنا، مذاق اُڑانا۔

چنانچہ اس روایت میں " حق تعالٰی بندہ را ۔۔۔ معلوم کردہ است" کے الفاظ صاف و صریح موجود ہیں۔ (یعنی حق تعالٰی نے بندہ کو ۔۔۔ معلوم کیا ہے) اور کمالِ لطف یہ ہے کہ نہ صرف ہماری پیش کی ہوئی روایت میں بلکہ معترض نے اس روایت کے جو الفاظ پیش کئے ہیں اس میں بھی " حق تعالٰی سے معلومات "ہونے کا ذکر موجود ہے۔ جس کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کی معمولی قابلیت و استعداد رکھنے والا ہر سمجھ دار آدمی بھی لازماً تسلیم کرے گا کہ حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی شانِ مبارک میں ناحق الزام بلکہ صریح بہتان عاید کیا گیا ہے۔!!!

چونکہ اس روایت کے الفاظ ہی سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام نے مغیبات کے علم کی جو کچھ خبر دی ہے، اُس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا ہے کہ یہ حق تعالٰی کی طرف سے ہے۔!!! لہٰذا آپؑ پر شریک فی صفت الذات کے ادعاء کا الزام باطل ٹھہرا!!! اور ہزل و تمسخر کی صورت میں جو ظلم سرزد ہوا، احکامِ اخلاقِ اسلام کی صریح نافرمانی کا ارتکاب ہوا ہے۔!!!

ہم نے بھی اس سے قبل دلائلِ واضحہ سے ثابت کیا ہے کہ " علمِ غیب" اللہ تعالٰی کی ذات کی صفت ہے۔ کوئی بالذات " عالم الغیب" نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ " علمِ غیب" خدائے تعالٰی کی ازلی صفت ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ انبیاء، صحابہؓ، اولیاء و صالحینؒ کو جو علمِ وحی کے ذریعہ یا الہام و القا کے ذریعہ یا رویائے صادقہ[1] کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ صرف اللہ تعالٰی کی ہی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ جس کو جس قدر چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔!!!

اس کی واضح مثال حضرت یعقوب علیہ السلام کا وہ واقعہ بھی ہے جسے حضرت سعدی علیہ الرحمتہ نے اپنے اشعار میں بیان فرمایا ہے:-

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند

کہ اے روشن گہر پیرِ خرد مند

زمصرش بوئے پیراہن شمیدی

چرا در چاہِ کنعانش نہ دیدی

بگفت احوال ما برقِ جہان ست

دمے پیدا و دیگر دم نہان ست

گہے بر طارم اعلٰے نشینم

گہے بر پشتِ ہائے خود نہ بینم

یعنے کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جن کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام گم ہوگئے تھے، دریافت کیا کہ اُس وقت جب کہ قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مصر سے لے کر چلا تو آپ نے کنعان میں بیٹھے ہوئے، قمیص کی بو، سونگھ لی اور فرمایا کہ

اِنِّی اَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ (میں یوسف کی بو پا رہا ہوں) لیکن یوسف علیہ السلام جب کہ کنعان ہی کنویں میں پڑے ہوئے تھے، اُس وقت آپ کو اُن کی خبر کیوں نہ ہوسکی۔؟ یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہمارے حالات بجلی کے جیسے ہیں۔ بجلی کبھی ظاہر ہوتی ہے کبھی چھپ جاتی ہے۔ اسی طرح کبھی میں آسمان کی بلندیوں میں رہتا ہوں اور کبھی (اپنے قریب کی چیز حتیٰ کہ) اپنے پاؤں بھی نظر نہیں آتے۔!!!

اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی مغیبات کا علم حاصل کرنے میں مختار نہیں ہیں بلکہ اُنھیں بھی اُسی قدر حاصل ہوسکتا ہے، جس قدر کہ خدائے تعالیٰ چاہے۔ اسی لئے خلفائے الٰہی سے مغیبات کا جو ظہور ہوتا ہے اُس کو معجزات میں شمار کیا جاتا ہے اور معجزات کی شان بھی یہی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ:-

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ:- کسی نبی کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ دکھادے۔

غرض خلفائے الٰہی کو جو مغیبات معلوم کئے جاتے ہیں وہ بھی قطعی اور واجب الایقان والایمان ہوتے ہیں۔ ان کے ماننے والوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے کہ:-

ذٰلِکَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ ج فِيهِ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔۔الخ (سورة البقره)2-3

ترجمہ :- اس کتاب (قرآنِ مجید) میں کوئی شک نہیں ہے اُن لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں ۔

اس سے ظاہر ہے کہ قرآنِ مجید بھی مغیبات سے ہے اور خدا و رسولؐ کے بینات میں اہم ترین بینہ یعنی معجزہ ہے ۔ خلفائے الٰہی کے سوائے باقی صحابہؓ، تابعین، اولیاء و عارفین پر مغیبات کا جو ظہور ہوتا ہے، اس کو کرامات کہتے ہیں ۔ سیرت کی کتابوں میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں ۔

مثلاً " مدارج النبوہ " میں لکھا ہے کہ :-

" ہرچه در دنیا ست از زمانِ آدم تا آوانِ نفخۂ صوٗر بروے منکشف ساختند تا ہمه احوال را از اول تا آخر معلوم کرد۔ و یارانِ خود را نیز بعضے ازانہا خبر داد۔"

ترجمہ :- جو کچھ دنیا میں ہے، آدمؑ کے زمانہ سے قیامت کے وقت صوٗر پھونکا جانے تک، سب کچھ حالات حضرت رسول اللہ صلعم پر پیش کئے گئے ہیں ۔ حتیٰ کہ تمام احوال آغازِ دنیا سے انتہائے دنیا تک معلوم ہوگئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے صحابہؓ کو بھی اُن معلومات سے بعض باتیں معلوم فرمائی ہیں ۔

" مواہب الدنیه" فصل سادمیں لکھا گیا ہے کہ :-

" و حذیفة بن الیمان من السابقین صح فی مسلم انه صلی الله علیه و سلم اعلمه بما کان و ما یکون الیٰ تقومِ الساعة۔

ترجمہ :- حذیفہ بن الیمان، مومنینِ سابقین سے ہیں ۔ " مسلم " میں یہ حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حذیفہؓ کو، جو کچھ ہوا اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، وہ سب معلوم فرمادیا۔

اسی طرح حضرت مہدی ٔ موعود علیہ السلام نے بھی حضرت بندگی میاں شاہِ دلاورؓ وغیرہ اپنے اصحاب کرامؓ کو مغیبات سے واقف فرمایا ہے ۔!!!

اب رہی یہ بحث کہ حضرت مہدی ٔ موعود علیہ السلام نے دنیا کو ہتھیلی میں رائی کے دانہ سے تشبیہ دی ہے تو اُس کی مختصر توضیح یہ

ہے کہ دوُری کی وجہ سے ہر چیز اپنی جسامت سے کم دکھائی دیتی ہے۔ خواہ یہ دوُری جہتِ فلک سے ہو یا جہتِ زمین سے۔ چاند، سورج اور ستارے و سیارے سب کی جتنی جسامت ہم زمین سے دیکھتے ہیں، اُن میں سے ہرایک کی جسامت فی الحقیقت خلاء میں کئی درجہ بڑی ہے۔ اسی طرح ہوائی جہاز جتنا بلندی پر جائے گا، زمین پر موجود ہر بڑی چیز چھوٹی دکھائی دے گی۔

جن ہستیوں کو سیرِ مافوق الافلاک ؂1 اور سیرِ مافوق العرش ؂2 حاصل ہو اور جو فنا فی الذات و الصفات کے مراتب پر فائز ہوں، اُن کو موجوداتِ عالم کا ایک ذرہ برابر دکھائی دینا، تعجب کی بات نہیں۔۔!!

چنانچہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیرِ کبیر" میں اصحابِ کہفؓ کے قصہ کے تحت لکھا ہے کہ :-

العبد اذا وظب علی الطاعات بلغ الیٰ مقامہ الذی یقول لہ کنت لہ سمعا و بصرا فاذاصار نور جلال اللہ سمعا لہ سمع القریب و البعید و اذاصار ذالک النور بصرا لہ رائی القریب و البعید و اذا صار ذالک النوریدالہ قدرعلی التصرف فی الصعب والسھل و القریب و البعید۔

ترجمہ :- بندہ، جب خدا کی اطاعت و بندگی میں ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں، جب نورِ جلالِ الٰہی اس کی سماعت ہو جائے تو وہ نزدیک اور دور سن سکتا ہے اور جب وہ نور اُس کی بصارت بن جائے تو وہ قریب وبعید دیکھ سکتا ہے۔ اور جب وہ نور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ دشوار و آسان اور قریب وبعید میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

تفسیرِ "تاویلات" میں عَلَّمُکَ ؂3 مَالَم تَکُنْ تَعلَم کے تحت لکھا ہے کہ :-

لا نہ علمہ اللہ لا یعلمہ الا ھو فلما کشف لک عن ذاتہ بفنائک فیہ ثم ابقئک بالوجود الحقانی فصار

1- سیر مافوق الادراک :- آسمانوں کے اوپر سیر کرنا۔ 2۔ سیر مافوق العرش :- عرش کے اوپر سیر کرنا۔ 3۔ عَلَّمُکَ مَالَم تَکُنْ تَعلَم :- جو علم آپؐ نہیں جانتے تھے، اُس سے آگاہ کیا۔ اس کی تعلیم دی۔ 3۔ علمک مالم تکن تعلم :- جو علم آپؐ نہیں جانتے تھے، اس سے آگاہ کیا۔ اس کی تعلیم دی۔

قلبک و حجبک بحجاب ذالک القلب علمک علمه اذالصفة تابع للذات۔

ترجمہ :- کیوں کی وہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے جس کو اُس کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے میں فنا کر کے وجودِ حقانی سے باقی (یعنے فَنَا فِی اللہ بَقَا بِاللہ) بنا دیا تو تمہارا علم اللہ تعالیٰ کا علم ہوگیا کیوں کہ صفت، ذات کی تابع ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ جن اولیاء و صالحین کو فنائیت حاصل ہوتی ہے اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا علم بھی حسبِ استعداد عطا ہوتا ہے کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب ایک ذرہ کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا جامیؒ علیہ الرحمتہ نے خواجہ بہاء الدین نقشبندی کا قول نقل کیا ہے کہ :-

می گفتند که زمین در نظر این طایفه چون سفره است و مامی گویم که چون رائے ناخن است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔

ترجمہ :- صوفیا کہتے ہیں کہ زمین اس گروہ کی نظر میں سفرہ یعنی " کھجور " کی پتیوں کے گول دسترخوان کی مانند عیاں ہے اور میں کہتا ہوں کہ ناخن کے سرے کی مانند عیاں ہے۔ کوئی چیز اُن کی نظر سے غائب نہیں ہے۔

اس سے ظاہر ہے عارفین کی نظر میں دنیا " سفرہ " کے مانند بلکہ اس سے بھی چھوٹی یعنے ناخن کے سرے کے مانند عیاں ہوتی ہے۔ مثلاً سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اُس قصیدہ میں جس کے مطلع کا پہلا مصرعہ :-

" سَقَانِی الحُبُّ کَاسَاتَ الوِصَالِ " ہے۔

یہ شعر بھی تحریر فرمایا ہے۔

نظرت الیٰ بلاد اللہ جمعاً *** کخردلۃ علی حکم اتصال

یعنے میں نے حکمِ اتصال کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات کو رائی کے دانہ کے مانند دیکھا ہے۔ اس شعر میں " بلاد اللہ جمعاً " (اللہ کے تمام شہر) اور " کخردلۃ " (رائی کا دانہ کی مانند) کے الفاظ سے حضرت محبوب سبحانی کی نظر کی شان ظاہر ہو رہی ہے، جو کہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی تھی ۔ بلکہ خدا چاہے تو اس سے بھی کم یعنی ہوا میں اُڑنے والے ذرہ کی حیثیت میں بھی دکھا سکتا ہے کیوں کہ فعالٍ لمایرید [1] اُس کی شان ہے ۔ چنانچہ " یواقیت" میں لکھا ہے کہ :-

اما العارفون من الانبیاء ۔۔ و کمل اتباعھم فیرون ھٰذہ العرش بالنسبہ ۔۔ لا قساع الوجود کا لذرۃ الطائرۃ فی الھواء ۔۔۔ الخ (یواقیت مبحث 34)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء اور اُن کے کامل تابعین کو سیرِ مافوق العرش [2] اور فنا فی اللہ کی وجہ سے عرش سے تحت الثریٰ تک ہوا میں اُڑنے والے ذرہ کے جیسا دکھائی دیتا ہے ۔

بعینہٖ [3] اُن روایاتِ مذکورۃ الصدر کی بھی یہی صورت ہے، جن میں حضرت مہدیء موعود علیہ السلام اور آپؑ کے صحابی حضرت بندگی میاں شاہِ دلاورؓ کے علمِ سیبت کا بیان ہے ۔ چونکہ تمام موجودات کے اعیانِ ثابتہ ، خاتم الانبیاءؐ اور خاتم الاولیاء کے اعیانِ ثانیہ کے تحت ہیں اس لئے اِن میں سے ہر ایک کو اُس کے مراتب کے مطابق اللہ تعالیٰ نے زیادہ سے زیادہ مغیبات سے واقف فرمایا ہے ۔ اور آپؑ کے صحابہؓ و تابعین ، اولیائے کاملین ، اور عارفین و صالحین سے بھی جس کو چاہا بقدرِ استعداد ، مغیبات سے واقف فرمایا ہے ۔

زمانۂ حال سے متعلق مغیبات

(3) اُمورِ مغیبہ کی تیسری صورت زمانۂ موجودہ سے متعلق ہے :-

زمانۂ موجودہ کے ایسے واقعات جن کو انسانی قوائے ظاہری وباطنی اور اسباب و ذرائع سے معلوم نہ کیا جاسکتا ہو ، بغیر کسی ذریعہ و توسط کے معلوم کرلینا، مغیبات میں داخل ہے ۔ مثلاً حاملہ کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ؟

1- فعالٍ لمایرید :- جو چاہتا ہے سب سے بہتر کرتا ہے ۔ 2 ۔ سیر مافوق العرش :- عرش کے اوپر سیر کرنا ۔ 3 ۔ بعینہٖ :- جوں کا توں ۔

من و عن

اس کا یقینی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا ہے :-

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۔۔الخ (سورۃ القمان)34

ترجمہ :- اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے مغیبات سے بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کو واقف فرمایا ہے ۔ مثلاً حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ :-

"ام الفضلؓ نے کہاکہ میں ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے ساتھ جارہی تھی۔ اُس وقت مجھے حمل بھی تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایاکہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے ۔ جب وہ پیدا ہو تو میرے پاس لانا۔ جب وضع حمل ہوا تو لڑکا ہی تولد ہوا۔ میں حضرتؐ کی خدمت میں لائی تو آپؐ نے اس کے سیدھے کان میں اذاں اور بائیں کان میں اقامت فرمائی۔"

اگر آج کی ترقی یافتہ سائینس کے ذریعہ ایسا آلہ ایجاد کرلیا گیا ہو، جس سے پیٹ کا حمل دیکھا جاسکے تو اس صورت میں بھی ممکن ہے کہ لڑکا یا لڑکی کی تمیز یقینی وقطعی نہ کی جاسکے۔ بالفرض ، ایسا ممکن بھی ہوجائے تو اُس کو علمِ غیب میں ہرگز داخل نہیں کیا جاسکے گا ، جس کی توضیح کی جاچکی ہے۔

صحاح ستہ کی روایت ہے کہ :-

حبش کے مسلمان بادشاہ " نجاشی " کا انتقال ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی خبر دی اور غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔

یہ کس قدر حیرت ناک واقعہ ہے۔ اس لئے کہ حجاز وحبش کا کئی میل طویل فاصلہ اور عبور و مرور کی دشواریوں کے باوجود آنحضرت ﷺ نے بیٹھے بیٹھے معلوم فرمالیاکہ نجاشی کا انتقال ہوگیا ہے۔ اور صحابہٴ کرامؓ کو اس درجہ یقین کے ساتھ معلوم فرمایاکہ غائبانہ نمازِجنازہ بھی ادا فرمائی۔ حالانکہ آمد و رفت کی سخت مشکلات تھیں۔ ٹپہ نہ ٹیلیفون، ٹیلیگراف نہ لاسلکی۔ ان تمام دشواریوں کے باوجود آنحضرت ﷺ نے بیٹھے بیٹھے معلوم فرمالیا۔!!! یہ ہے علمِ غیب جو خدا کی طرف سے آپؐ کو عطا ہوا تھا۔

حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کو بھی ایسے مغیبات سے اللہ تعالیٰ نے واقف فرمایا ہے۔ ایسی کثیر روایات ہیں۔ بطورِ مثال تین روایات۔۔۔ درج کی جاتی ہیں :-

روایت ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی طالبِ صادق، عشق کی بو لئے ہوئے دربارِ گہربار میں حاضر ہوتا تو آپؑ خود ہی اُس کا نام لے کر مخاطب فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ شخص اجنبی، بالکل ناآشنا اور نووارد ہوتا تھا۔ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام جب شہر پاک پٹن علاقۂ گجرات پہنچے، حضرت شاہ رکن الدین مجذوبؒ سے جو صاحبِ باطن تھے، ملاقات کی اور شہر سے باہر جنوب کی جانب خان سرور کے تالاب پر قاضی قادن کے روضہ میں قیام فرمایا۔ اُن دنوں ملک بخن نامی ایک سچے طالبِ خدا کا گذر بھی اُس طرف ہوا۔ جو اپنی مرحومہ بیوی کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ اس نورانی جماعت کی خبر سنتے ہی فوراً حاضرِ خدمت ہوگئے۔ حضرت مہدیِ موعودؑ نے دیکھتے ہی فرمایا "آؤ ملک برخوردار" اس نام کو سنتے ہی خود ملک پر حیرت طاری ہوگئی کیونکہ اُن کا یہ نام بالکل گھریلو تھا۔ اس سے چند ہی لوگ واقف تھے اور اُن کے والد صاحب اُن کے بچپن میں کبھی کبھی اُس نام سے پکارا کرتے تھے۔ اسی حیرانی میں ملک بخن کے جذباتِ عقیدت و ارادت موجزن ہونے لگے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اُن کو نزدیک بٹھا کر تصدیق سے مشرف کیا اور ذکرِ خفی کی تلقین کی، جس سے باطن کے جوہر کھل گئے۔

ملاحظہ ہو کہ یہ روایت مغیبات کی تیسری صورت سے کس قدر مطابق ہے۔!!! کیوں کہ کسی نئے آدمی کا نام، انسانی ذرائع علم کے بغیر معلوم کرلینا طاقتِ بشری سے خارج ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ تھا جو اللہ کی طرف سے آپؑ کو عطا ہوا تھا۔

نیز روایت ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام نے اپنی چوتھی زوجۂ محترمہ بی بی بون رضی اللہ عنہا کو، جو بشارت دی تھی کہ "تمہارے شکم میں لڑکا ہے۔ بی بیؓ جب گجرات پہنچیں تو لڑکا ہی تولد ہوا۔ جن کا نام "سید ابراہیمؓ" رکھا گیا۔!!!

نیز روایت ہے کہ حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام مقامِ فراح، علاقۂ خراسان میں تشریف فرما تھے۔ سلطان حسین بادشاہِ خراسان اپنی ضعیف العمری کے باوجود حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سفر پر روانہ ہوگئے۔ چوں کہ سلطان مذکور نے پہلے ہی سے اکابرِ

علمائے وقت کی ایک جماعت کو شاہی اعزاز کے ساتھ مناظرہ و تحقیق کے لئے بھیج کر تشفی کرلی تھی، جس کی تفصیل کتبِ سیر میں موجود ہے۔ نیز احقر کا رسالہ " مکتوبِ محمود " 1 ، 2 ملاحظہ ہو۔ غرض سلطانِ مذکور کا راستہ ہی میں انتقال ہوگیا۔

حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام نے اُسی وقت صحابہ کرام کو سلطان حسین بادشاہِ خراسان کے انتقال کی خبر سنائی اور غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔ حضرت کے اس اعجاز سے سب لوگ حیرت زدہ تھے۔ آخر کار جب خبر پہنچی تو ٹھیک وہی تھی جو آپؑ نے فرمائی تھی۔

تقریباً پانچ صدی قبل خراسان کے علاقہ کے دشوار گذار راستے جو تھے اور آج کے ترقی یافتہ زمانہ میں بھی افغانستان کے راستوں کی دشواریاں جو ہیں، وہ محتاج تشریح نہیں ۔ بروقت اطلاع پہنچنے کا کوئی ذریعہ ایس موجود نہ تھا جو انسان کی قدرت میں ہو۔ بغیر انسانی ذریعہ کے آپؑ نے بیٹھے بیٹھے سلطانِ مذکور کے انتقال کی جو خبر دی ٹھیک نجاشی سلطانِ حبش کے واقعہ کے مطابق ہے جو اُوپر مذکور ہوچکا ہے۔

1- رسالہ "ہند" کلکتہ میں حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام سے متعلق مولوی سید ریاست علی خاں ندوی کا مضمون " مشاہیرِ اسلام" شائع ہوا تھا جس کی اصلاح طلب باتوں سے متعلق احقر کا مضمون بھی اُسی رسالہ "ہند" کلکتہ کے شمارہ 14 جلد 2، 1935 ہجری میں شائع ہوا ہے جو " مکتوبِ محمود" کے نام سے علحدہ بھی شائع کیا گیا ہے۔

زمانۂ مستقبل سے متعلق مغیبات

(4) اُمورِ مغیبہ کی چوتھی صورت، زمانۂ آیندہ سے متعلق ہے یعنی آیندہ پیش آنے والے ایسے واقعات کی بھی مغیبات میں شامل کیا گیا ہے، جن کو انسانی وسائلِ علم، پوری قطعیت اور یقین کے ساتھ معلوم نہ کرسکتے ہوں۔ چنانچہ ایک موقع پر نشانیاں طلب کرنے والے کفار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ :-

فَقُلۡ اِنَّمَا الۡغَیۡبُ لِلّٰہِ فَانۡتَظِرُوۡا ۚ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِیۡنَ ﴿ ﴾ ع (سورۃ یونس)20

ترجمہ :- (اے محمدؐ) کہہ دو کہ غیب تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ پس تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

اس آئیہ شریفہ سے ظاہر ہے کہ مستقبل کے زیرِ انتظار واقعات کو بھی مغیبات میں شامل فرمایا ہے۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ :-

وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّا ذَا تَکۡسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ (سورۃ لقمان) 34

ترجمہ :-کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور نہ کوئی جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا۔

غرض آئندہ زمانہ سے تعلق رکھنے والی قطعی و یقینی پیشین گوئیاں بھی مغیبات میں داخل ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کو اس قسم کے مغیبات کا علم بھی عطا فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ قیامت کی پیشین گوئیاں قرآن وحدیث میں متعدد طریقوں سے پوری قطعیت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ حتیٰ کہ وقوعِ قیامت پر ایمان و اعتقاد اُصولِ اسلام میں داخل ہے۔ اور یہ ہر مسلمان کے لئے ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔ اس لئے اس کی تفصیل موجبِ طوالت ہوگی۔ اور ایک موقع پر قرآنِ مجید میں پیشین گوئی کی گئی تھی کہ :-

اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ (سورۃ القصص)85

ترجمہ :- بے شک جس نے آپؐ پر (تبلیغ) فرض کی ہے ضرور آپؐ کو معاد (مکہ) کی طرف لوٹائے گا۔

کتبِ احادیث وسیرت سے ثابت ہے کہ یہ پیشین گائی " فتح مکہ " کے موقع پر پوری ہوئی ۔

اور ایک روایت ہے کہ جنگِ بدر کے موقع پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ میدانِ جنگ میں تشریف لے جاکر، ہونے والی جنگ کی تفصیلات بیان فرمائیں کہ یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے ۔ یہ ابوجہل کا مقتل ہے ۔ یہاں قریش کا فلاں سردار مارا جائے گا اور اس جنگ میں فتح ہماری ہے ۔

یہ عجیب وغریب پیشین گوئی تھی ۔ تین یا ساڑھے تین سو نیم مسلح ، بے سروسامان سپاہیوں کا سردار، ایک ہزار عصری آلاتِ جنگ سے پوری طرح مسلح ، باقاعدہ فوج کی شکست اور اُس کے افسروں کے قتل ہونے کے مقامات کی تفصیل، پوری قطعیت کے ساتھ بیان فرمارہاہے ۔!!! صلی اللہ علیہ وسلم ۔

صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ جس سردارِ قریش کے لئے آپؐ نے جو جگہ مقرر فرمادی تھی ، وہیں اُس افسر کی لاش خاک وخون میں لتھڑی پڑی تھی ۔ (صحیح بخاری ومسلم ۔ غزوۂ بدر)

جنگِ بدر کی فتح کا بیان، قرآنِ مجید میں بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کے اہم معجزہ کی حیثیت میں موجود ہے ۔

نیز روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی وفات کے متعلق ایسی خبریں مسلسل دے رہے تھے کہ جن سے صحابہ کرامؓ نے سمجھا کہ اب حضور رسول اللہ ﷺ کی رحلت کا زمانہ قریب ہے ۔ چنانچہ " حجۃ الوداع " سے پہلے حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ کو مبلغِ اسلام بناکر یمن روانہ فرمایا تھا ۔ رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ معاذ! اب تم مجھ سے نہ مل سکوگے ۔ واپس آؤگے تو میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گذرو گے ۔ یہ سن کر حضرت معاذ رونے لگے ۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

اسی طرح آپؐ نے کئی پیشین گوئیاں فرمائی ہیں ۔ خصوصاً حضرت مہدی ء موعود علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں اتنی کثیر روایات آئی ہیں کہ مذہبِ اسلام کے کسی اور مسئلہ کے بارے میں روایات کی اتنی کثرت اور اتنی تاکید نہیں پائی جاتی ۔

چنانچہ برزنجی نے " اشاعته فی اشراط الساعته " میں لکھا ہے کہ :-

وَاعۡلَمۡ اَنَّ الۡاَحَادِیۡثَ الوَارِدَۃَ فِیۡہِ علٰی اختلاف روایاتھا لا تکاد تحصر۔

ترجمہ :- واضح ہوکہ مہدی علیہ السلام سے متعلق مختلف احادیث اتنی کثرت سے وارد ہیں کہ حصر میں نہیں آتیں ۔ یعنی تواترِ معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں ۔

بحر العلوم عبد العلی ملک العلماء نے "اشراطُ السّاعته" میں لکھا ہے کہ :-

احادیثے کہ دال اندبر خروج امام مہدیؑ کثیر اند کہ مبلغ آں بتواتر رسیدہ۔

ترجمہ :- امام مہدیؑ کی بعثت پر دلالت کرنے والی احادیث اتنی کثیر ہیں کہ تواترِ معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں ۔

مخفی مباد کہ احادیثِ بعثتِ مہدی ءِ موعود علیہ السلام میں جو اختلاف پایا جاتا ہے ، صرف علامات کے بارے میں ہے ، لیکن سب احادیثِ شریف امر میں متفق و متحد المعنیٰ ہیں کہ مہدیؑ کی بعثت ہوگی ۔ اس کے خلاف کوئی صحیح و قوی حدیث موجود نہیں ہے ۔ اسی لئے اکابر علمائے اہلِ سنت نے ان سب احادیثِ صحیحہ کے قدرِ مشترک کے طور پر دو اُمور کا بحیثیتِ تواترِ معنوی ، استنباط ؎1 کیا ہے ۔ ایک یہ کہ مہدی ءِ موعودؑ کی بعثت ضروریاتِ دین سے ہے ۔ خدائے تعالیٰ جب چاہے گا اُس کا ظہور ہوگا۔ دوسرا یہ کہ مہدی ءِ موعودؑ بنی فاطمہ سے ہوں گے ۔

علامہ قاضی منتخب الدین جونیریؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ :-

اَمّا ما اختارہ السَّلَفُ وَاتَّفِقُوۡا فی شانہ فقد ذکر فی القرطبی وقد توات الاخبارُوَّ استفاضت بکثیرۃِ رُوَّاتھا عَنِ النَّبِیِ صلی اللہ علیہ و سلم فی المھدیؑ۔ (مخزن الدلائل)

1- استنباط :- مسائل کا حل بطورِ قدرِ مشترک اخذ کرنا اور نتیجہ نکالنا۔

ترجمہ :- بہرحال سلف نے جو اختیار کیا اور مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو اتفاق کیا ہے، وہ قرطبی میں مذکور ہے کہ مہدی علیہ السلام سے متعلق جو حدیثیں ہیں، اپنے راویوں کی کثرت کی وجہ، تواتر کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں۔ (مخزن الدلائل)

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی نے لکھا ہے کہ :-

قد تظاهرت الاحاديث البالغة حد التَواتُرِ معنًا فى كون المهديِّ من اهل البيت من ولد فاطمةؓ۔

(لمعات شرح "مشکوٰۃ")

ترجمہ :- حضرت مہدی علیہ السلام کا اہلِ بیتِ رسولؐ یعنی اولادِ حضرت فاطمہؓ سے ہونے کی احادیث تو تر معنوی کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ جس مسئلہ کا ثبوت، احادیثِ متواترہ سے ہوتا ہے، وہ اس قدر قطعی و یقینی ہوتا ہے کہ اُس کا انکار، کفر قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ابنِ حجر مکی نے لکھا ہے کہ :-

وهٰذا كون المتواتر مفيداً للعم اليقين و هوالعتمد لان خبر المتوات يفيد العلم الضرورى وهوالذى يضطر الانسان اليه بحيث لا يمكنه دفعه۔ (شرح نخبۃ الفکر)

ترجمہ :- متواتر سے علم یقین کا فائدہ ہوتا ہے۔ اور لائقِ اعتبار ہے کیونکہ خبرِ متواتر، علمِ ضروری کا ایسا فائدہ دیتی ہے کہ جس کو ماننے پر ہر آدمی مجبور ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اُس کا رد کرنا، ممکن نہیں ہوتا۔!!!

اُصولِ حدیث کی معتبر و متداول کتاب "اُصول الشاشی" میں جو آج تک داخلِ نصاب ہے لکھا ہے کہ :-

ثُمَّ المتواتر يوجب العلم القطعى ويكون ردَّهٗ كفرًا۔

ترجمہ :- حدیثِ متواتر سے علمِ قطعی واجب ہوتا ہے اور اُس کا رد کرنا، کفر ہوتا ہے۔!!!!

حدیثِ متواتر سے جو علم حاصل ہوتا ہے اُس کا انکار، نہ صرف عقل و نقل کے خلاف تسلیم کیا گیا ہے، بلکہ یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ حدیثِ متواتر کے راویوں کے ضعف و قوت سے بحث کی ضرورت رہتی ہے نہ اُن پر جرح و تعدیل 1 کی۔ چنانچہ صاحب نخبۃ الفکر نے لکھا ہے کہ :-

والمتواتر لا یبحث عن رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث لایجابهٖ القین و ان ورد عن الفساق او عن الفکرۃ۔ (ماخوذ از ابراز الوہم المکنون من کلام ابن خلدون)

ترجمہ :- حدیثِ متواتر کی شان یہ ہے کہ اُس کے راویوں سے بحث نہیں کی جا سکتی بلکہ اُس پر بغیر بحث کے عمل کرنا واجب ہے کیوں کہ خبرِ متواتر موجبِ یقین ہوتی ہے۔ اگرچہ کہ وہ روایت فاسقوں، بلکہ کافروں سے ہوئی ہے۔

اس سے مورخ ابنِ خلدون کے شبہات کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے اور اس سے اُن کی اُصولِ حدیث سے بے پرواہی بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ ابنِ خلدون تاریخ میں ید طولیٰ 2 رکھتے تھے لیکن حدیث میں اُن کو کمال حاصل نہ تھا۔ اس لئے اُن کے بعض نظریات، مسلماتِ آیمۂ محدثین سے متصادم ہو گئے کیوں کہ وہ محدث نہیں تھے۔ غیر فنی ہونے کی وجہ سے ابنِ خلدون کے یہ بے اُصولی، فنِ حدیث کے ماہر علماء کی نظر میں بے وقار ہو گئی، جن لوگوں نے احادیثِ مہدیؑ کے بارے میں ابن، خلدون کا اتباع اختیار کیا، وہ بھی ناقابلِ اعتنا 3 قرار پاتے ہیں۔!!

بعضِ علماء نے ابنِ خلدون کے جوابات بھی ادا کئے ہیں، چنانچہ حال ہی میں دمشق، شام سے عربی زبان میں ایک کتاب " ابراز الوہم المکنون من کلام ابن خلدون" شائع ہوئی ہے۔ جس میں ابنِ خلدون کی روایانِ حدیثِ مہدیؑ کی جرح پر بحث کر کے ابنِ خلدون کے نظریات کا ابطال 4 کیا گیا ہے۔ اسی طرح علامۃ العصر سید اشرف صاحب شمسیَ مہدوی مرحوم نے بھی ایک بادلایل کتاب "اصلاح الظنون من کلامِ ابنِ خلدون" لکھی ہے جو مجلسِ علمائے مہدویہ (ہند) کی جانب سے طبع و شائع ہو چکی ہے۔ اس میں اُصولِ

1- جرح وتعدیل :- مسائل پر اعتراضی سوالات اٹھانا اور پھر اُن کا معتدل حل نکالنا۔ 2- ید طولیٰ :- بمعنی طویل ہاتھ۔ یعنے مہارت رکھتے تھے۔ 3- ناقابلِ اعتنا :- ناقابلِ توجہ 4- ابطال :- باطل قرار دینا، رد کرنا۔

حدیث اور علمِ رجال کی روشنی میں ابنِ خلدون کے شکوک و شبہات کی اصلاح کی گئی ہے ۔

غرض احادیثِ متواترہ کی شان یہ ہے کہ اُن سے انکار نہیں کیا جاسکتا اسی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراجِ جسمانی کا انکار بھی، اکابر علمائے اہلِ سنت نے کفر قرار دیا ہے۔ کیوں کہ یہ بھی احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے ۔ حتیٰ کہ قیامت کے زمانہ میں " دجال " کے پیدا ہونے کا انکار بھی کفر قرار دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس امر کے وقوع کے انکار سے احادیثِ شریفہ کی پیشین گوئیوں سے انکار لازم آتا ہے۔ حالانکہ " دجال " وہ فردِ کافر ہوگا، جس کے پیدا ہونے کے بعد اُس کے اتباع سے احتراز و انکار ہی بقائے ایمان کا موجب ہوسکے گا۔!!!!

لہٰذا جس طرح قیامت کے وقوع کی پیشین گوئیوں پر اعتقاد و ایمان لازم ہے، اُسی طرح بعثتِ مہدی ءِ موعودؑ کی پیشین گوئیاں بھی واجب الاعتقاد و الایمان ہیں ۔ اکابرِ سنت کا کوئی پیرو ان مغیبات سے بھی روگردانی نہیں کرسکتا۔ اور ہر مومن کی شان بھی یہی ہونی چاہیئے کہ:-

وَمَالَنَالَانُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَامِنَ الْحَقِّ لا--الخ (المائدہ)84

ترجمہ :- اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ پر اور ہر چیز پر جو اللہ کی طرف سے آئے ، ایمان لائیں ۔

اب رہی یہ بات کہ " عیسیٰؑ اور مہدیؑ " ایک زمانہ میں ہوں گے ، ایک دوسرے کی اقتداء کریں گے ، جو عام طور پر مشہور ہوگئی ہے ، اس کے بارے میں کوئی صحیح و مستند حدیث " صحاح " 1 میں موجود ہی نہیں ہے۔ نیز جن احادیثِ شریفہ میں قیامت کی دس (10) علاماتِ کبریٰ بیان ہوئی ہیں ، اُن میں بھی عیسیٰؑ و مہدیؑ ایک زمانہ میں ہونے کا یا ایک دوسرے کی اقتداء کرنے کا ذکر ہی موجود نہیں ہے ۔

البتہ ایک روایت پائی جاتی ہے جو حضرت انسؓ سے مروی ہے ، جس کو " ابن ماجہ " نے درج کیا ہے ۔ اور جس میں " لامهدى اِلّا عيسىٰ بن مريم " کے الفاظ آئے ہیں ۔ یعنے عیسیٰ بن مریمؑ ہی مہدیؑ ہیں ۔ اس روایت کو محدثین نے بالاتفاق ضعیف قرار دیا ہے

1-صحاح :- احادیث کی چھ کتابیں جن کی احادیث کو اہلِ سنت والجماعت زیادہ تر معتبر مانتے ہیں ۔

جیسا کہ محدث عبدالحق دہلوی اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ نے اپنی اپنی بعض تالیفات میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔

ولوبالفرض ع1 اس روایت کو صحیح بھی ثابت کیا جائے تو اس سے عیسیٰ و مہدیٔ ایک زمانہ میں ہونے کا نظریہ تو قطعاً ثابت نہیں کیا جاسکتا۔کیوں کہ اس روایت سے تو یہی ثابت ہورہا ہے کہ مہدیٔ کوئی علٰحدہ شخصیت نہیں ہیں بلکہ لفظِ "مہدی" سے "عیسیٰ علیہ السلام" ہی مراد ہیں۔

اس کے علاوہ زیادہ اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی ضرورتِ بعثت پر دلالت کرنے والی کئی احادیث موجود ہیں ضرورتِ بعثت کی تاکید کی انتہا یہ پائی جاتی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ :-

"اگر وقوعِ قیامت کے لئے ایک ہی دن باقی رہ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس ایک دن کو اتنا طویل فرما دے گا کہ مہدی ءِ موعودؑ کی بعثت ہو جائے۔"!!

نیزمہدی ءِموعودؑ کے مراتب و خصوصیات کے بارے میں فرمایاکہ "مہدی ءِ موعودؑ اللہ کا خلیفہ ہوگا۔رسول اللہ ﷺ کا ہم نام اور ہم خلق ہوگا۔بنی فاطمہؓ سے ہوگا۔ معصوم عن الخطا ع2 یعنے تابِع تام ہوگا۔مہدی ءِ موعودؑکی بعثت ہوجائے تو اُس کی بیعت کرو اگرچہ کہ برف پر سے رینگتے ہوئے گذرنا پڑے"۔اس سے مہدی ءِ موعودؑ کی بیعت فرض ثابت ہورہی ہے۔

اسی لئے خاندانِ رسول ﷺ کے ممتاز و محبوب فرد، مبدءِ ولایت ، حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:-

سَمِّی رَسُولُ اللّٰہِ نَفْسِی فِدَاءہٗ فَلَاتَخْذِ لُوہُ یَا بُنَیَّ وَ عَجِلُّوا۔

ترجمہ :- وہ (مہدی ءِ موعود) رسول اللہؐ کا ہم نام ہوگا۔اُس پر میری جان فدا ہو۔اے میرے عزیز بیٹے! جب اُس کا ظہور ہوجائے تو اُس کی بیعت کرنے میں جلدی کرو، دیر نہ ہونے دو۔!!!

1- وَلَوبِالْفَرْض :- اگر فرض کیا جائے۔ 2۔ معصوم عن الخطا :- اصالتاً بے خطا۔ اصطلاح جو پیغمبروں کی بے خطائی کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ مہدی علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں کئی احادیثِ صحیحہ موجود ہیں تو اُن متعدد احادیثِ صحیحہ کے مقابلہ میں اس ایک روایت کو کیسے ترجیح دی جاسکتی ہے جس میں "لامھدی الا عیسیٰ بن مریمؑ" کے الفاظ آئے ہیں۔!!! اور پھر جو لوگ عیسیٰؑ و مہدیؑ کو علیٰحدہ علیٰحدہ دو ہستیاں تسلیم کرتے ہیں، اس روایت سے قطعاً استدلال نہیں کرسکتے۔

اس کے برعکس یہ حدیثِ شریف بھی موجود ہے جس کی رزین نے روایت کی ہے :-

كَيْفَ تَهْلَكُ اُمَّةٍ اَنَا فِیْ اَوَّلُهَا وَ الْمَهْدِیُ فِیْ وَسْطِهَا وَالْمَسِیْحِ فِیْ آخِرِهَا ۔۔الخ (رواہ رزین)

ترجمہ :- وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے آغاز پر میں ہوں اور مہدیؑ اُس کے وسط میں ، عیسیٰؑ اُس کے آخر میں ہیں ۔

صاحبِ " مرقاۃ" نے اس حدیثِ شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ :-

(عن جعفر) ای الصادق (عن ابیه) ای محمد باقر (عن جده) ای زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم ویسمی مثل هٰذا السند سلسلهة الذهب۔

یعنے اس حدیث کی جو سند ہے ، ایسی سند کو سونے کی زنجیر کہا جاتا ہے ۔

اور یہ حدیث " اشعته اللمعات " جلد 4 میں رزین سے اور " مسندِ امام احمد بن حنبلؒ میں عبداللہ بن عباسؓ سے اور " کنزالعمال " میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اور "مشکوٰۃ " میں باختلافِ الفاظ مروی ہے ۔

اس حدیثِ شریف سے مہدیءِ موعودؑ کی بعثت کا زمانہ بھی معلوم ہورہا ہے اور یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ عیسیٰؑ ہی مہدیؑ ہونے کا یا عیسیٰؑ و مہدیؑ ایک زمانہ میں ہونے کا اور ایک دوسرے کے اقتداء کرنے کا نظریہ اس حدیثِ شریف سے بھی متضاد اور متصادم ہورہا ہے ۔ درآں حالیکہ اس نظریہ کی تائید میں کوئی صحیح حدیث " صحاح " میں نہیں ہے ۔!!!

اسی لئے علامہ تفتازانیؒ نے " شرحِ مقاصد" میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ :-

فما یقال ان عیسیٰ یقتدی بالمهدی او بالعکس شیءٍ لامستنزله فلاینبغی ان یعول علیه۔

(شرح مقاصد) ثانی ص308

ترجمہ :- پس یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ، مہدیؑ کی اقتداء کریں گے یا مہدی علیہ السلام ، عیسیٰؑ کی اقتداء کریں گے ، یہ ایک بے اصل بات ہے ۔ جس پر بھروسہ نہ کیا جانا چاہیئے ۔

اس مسئلہ کے بارے میں ہم فی الوقت اسی قدر تصریح پر اکتفا کرتے ہیں ۔ انشا اللہ کسی اور موقعہ پر مزید تفصیل ص1 بیان کی جائے گی ۔

حاصلِ کلام یہ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو " مغیبات " کی تمام نوعیتوں پر مطلع کیا گیا تھا ، جن میں پیشین گوئیاں بھی شامل ہیں ۔ پیشین گائیوں میں خصوصاً حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت سے تعلق رکھنے والی احادیث کا حصہ بھی نہایت اہم ہے ۔ جن کی بعض آیاتِ قرآنِ مجید سے مطابقت بھی ہوتی ہے ۔ گویا یہ احادیثِ مغیبات فی الحقیقت اُن آیاتِ کریمہ ہی کی تفسیر واقع ہوئی ہیں ۔!!!

اسی طرح حضرت امام مہدی ءِ موعود صلعم کو بھی مغیبات کی نوعیتوں میں ، چوتھی صورت یعنے آیندہ پیش آنے والے واقعات سے بھی واقف فرمایا گیا ہے ۔ آپؑ کی بھی پیشین گوئیوں کی کئی روایات ہیں ۔ یہاں بطورِ مثال صرف دو روایات درج کی جا رہی ہیں ۔ چنانچہ روایت ہے کہ :-

" حضرت امام مہدی ءِ موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت آپؑ نے سب کو پند و نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی کو میری مہدیت میں شک ہو ، یا آزمائش منظور ہو تو قبر میں رکھنے کے بعد دیکھو ، اگر مجھے پاؤ تو سمجھنا کہ بندہ مہدی ءِ موعود نہیں تھا " ۔!!!

روایت ہے کہ جب آپؑ کا وصالِ مبارک ہوگیا ، اور آپؑ کو لحدِ مبارک میں پہنچانے کے بعد حضرت امام علیہ السلام کے فرزند حضرت بندگی میاں سید محمود رضی اللہ عنہٗ کو حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہٗ نے حضرت امام علیہ السلام کا فرمان یاد دلایا ۔ حضرت بندگی میاں سید محمودؓ نے لحدِ مبارک میں اُتر کر رُوئے انور دیکھنے کے لئے " لفافہ " کھولا تو خالی پایا ۔ حاضرین پر امام علیہ السلام کے اس معجزہ سے

1- اس کی تفصیل حضرت قبلہ گاہیؒ کے مضمون " امامنا کا دعوئے مہدیت اسلامیات کی روشنی میں " ملاحظہ ہو ، جو " نور ولایت " کے میلاد نمبر 1402 ہجری میں شائع ہوا ہے ۔ (عبدالحئی غفرلہٗ ابنِ حضرت مولفؒ)

جو حیرت و کیفیت طاری ہوئی، محتاجِ بیان نہیں۔!!!

حضرت بندگی میاں سید محمودؓ لحدِ مبارک سے باہر آئے تو آپؓ کا روئے انور، پہلے سے زیادہ بالکل حضرت امام علیہ السلام کے مشابہ نظر آنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہٗ نے مہاجرینؓ و صحابہؓ و حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ :-

"مہدیٔ تو ہم میں موجود ہیں" !!! سب حاضرین نے اس کو تسلیم کیا اور یہ سب کی تسکین کا باعث ہوا۔ اس وقت سے حضرت بندگی میاں سید محمود رضی اللہ عنہٗ کو "ثانیٔ مہدی" کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ اور جب تک مہدوی، دنیا میں موجود رہیں گے، حضرت بندگی میاں سید محمودؓ کو اس لقبِ مبارک سے یاد کرنے کی سعادت کا شرف حاصل کرتے رہیں گے۔

کیوں کہ یہ بطریقِ تواتر، اس لقبِ مبارک کے "شانِ نزول" یعنے حضرت امام علیہ السلام کے ایک اہم معجزہ کے ظہور کی اور جبِ بشارتِ امام علیہ السلام "برادرانِ حقیقی" یعنے سیدین رضی اللہ عنہما کی مودتِ اُخوت[1] و یکتائی کی مبارک یادگار بھی ہے۔ جو قیامت تک باقی رہے گی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت امام علیہ السلام ایک دفعہ اس آئیہ کریمہ پر بیان فرمارہے تھے۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا۔۔۔الخ(سورة آل عمران)195

ترجمہ :- جن لوگوں نے ہجرت (1) کی اور جو اپنے گھروں (2) سے نکالے گئے اور میرے (یعنی اللہ کے) راستے میں ستائے (3) گئے اور جنھوں نے جہاد (4) کیا اور قتل کئے گئے۔

اس آئیہ کریمہ میں بیان کی ہوئی چاروں صفات کی توضیح کرتے ہوئے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ صفات بندہ کی ذات سے بھی متعلق ہیں۔ پہلی تین صفات کا ظہور تو ہوچکا ہے۔ چوتھی صفت باقی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ظہور ہوگا۔

1- مودت و اخوت :- برادرانہ محبت۔

اس آئیہ شریفہ میں جو صفات بیان ہوئی ہیں بحیثیتِ مومنِ کامل و اکمل اور بحیثیتِ مسلمانِ تام، حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام سے اُن صفات کا ظہور ضروری ہے۔ چوں کہ چوتھی صفت کا ظہور آپؑ کی ذات سے نہیں ہوسکتا تھا اور دنیا کی کوئی قوت آپؑ پر غالب نہیں آسکتی تھی اس لئے اللہ تعالٰی نے آپؑ کے بدل، حضرت سید خوندمیرؓ کو منتخب فرمایا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ :-

"حضرت امام علیہ السلام نے بارگاہِ ملک العلام میں عرض کیا کہ یا اللہ! چوتھی صفت جو باقی رہ گئی ہے، اگر مجھ پر پوری ہوجائے تو اُس کے لئے راضی ہوں۔ ایزد تعالٰی کا فرمان پہنچا کہ اے سید محمدؑ! ہمارے علمِ ازلی میں یہ ہے کہ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء پر کوئی شخص قادر نہ ہو، اور تلوار کارگر نہ ہوگی۔ پس ہم نے تجھ کو خاتمِ ولایتِ محمدیؐ بنایا ہے اس لئے ہم نے تیرا بدل سید خوندمیر کو قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر حضرت امام علیہ السلام نے میاں سید خوندمیرؓ سے فرمایا کہ یہ کام تم سے ہونے والا ہے۔" (مطلع الولایت وتاریخ سلیمانی جلد ثانی)

نیز روایت ہے کہ :-

"اللہ تعالٰی، جو سمیع و بصیر و علیمِ حقیقی ہے، تم کو (سید خوندمیرؓ کو) لائق و قابل بنا کر یہ بارِ ولایت تم پر رکھا ہے۔ لیکن ہشیار رہو کیونکہ یہ ولایتِ محمدیہ کا بار ہے۔ سر جائے گا، کمر ٹوٹے گی، پوست کھینچا جائے گا۔ اُس وقت صرف اپنے خدا ہی سے مدد چاہنا۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ اگر اُس (جنگ کے) روز تم اپنی ذات سے تنہا ایک طرف ہوں اور تمام دنیا (تمہارے مقابلے میں) دوسری طرف ہو تو انشاء اللہ تعالٰی تمہاری ایک ذات کے مقابلہ میں یہ سب ہزیمت اُٹھائیں گے۔ یہ میری مہدیت کا معجزہ ہے۔ جیسا کہ جنگِ بدر، نبوتِ پیغمبر ﷺ کا معجزہ تھا۔ (مطلع الولایت)

اس روایت کے آخری فقرہ کی فارسی عبارت یہ ہے۔:-

"ایں آیتِ مہدیتِ من است چنانچہ جنگِ بدر، حجتِ نبوتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم بود۔"

اس فقرہ میں "آیت" اور "حجت" کا لفظ "معجزہ" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے برخلاف اگر "شرط و مشروط" کا مقدمہ قائم کیا

جائے تو یہ منشائے فرامینِ حضرت مہدی علیہ السلام کے صریح مغائر ہوگا۔اس کے علاوہ ان الفاظ سے "شرط و مشروط" کا معنیٰ و مطلب لیا ہی نہیں جاسکتا۔ اسی لئے ہم نے "آیت" اور" حجت" کا ترجمہ " معجزہ" کیا ہے اس کی صراحت آگے بیان ہوگی۔

اس فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے جنگِ بدر میں عصری آلاتِ حرب سے مسلح باقاعدہ کثیر فوج کے مقابلہ میں چند سو مسلمانوں کی نیم مسلح ، متوکل علی اللہ جماعت کے ساتھ ، حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتحِ عظیم کا اہتمام فرمایا ، اُسی طرح حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی بے سروسامانی اور کامل ، توکل کے باوجود ، آپؓ کی قلیل جماعت کے ساتھ ، عصری آلاتِ حرب سے مسلح ، باقاعدہ ، شاہی کثیر فوج پر فتح عطا فرمائے گا۔چوں کہ یہ خلیفتہ اللہ کی پیشین گوئی ہے۔ اس لئے " مغیبات " یعنے " معجزات " میں داخل ہے۔

یہاں یہ سوال نہیں کیا جاسکتا کہ غزوۂ بدر میں خود آنحضرت ﷺ شریک تھے اور یہ جنگ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہٗ سے ہوئی ہے۔ خلیفتہ اللہ اور غیر خلیفتہ اللہ کا بین فرق رہنے کے باوجود، دونوں جنگوں میں مماثلت کیسے قائم ہو سکتی ہے۔؟!!

واقعہ یہ ہے کہ جنگِ بدر سے مماثلت کے بیان کا تعلق بندگی میاںؓ کی صرف پہلی جنگ کی فتح سے ہے۔ یعنے جس طرح جنگِ بدر کی فتح ،حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے اعجازِ اعظم کی مظہر ہے ، اُسی طرح بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی پہلی جنگ کی فتح ، خلیفتہ اللہ حضرت مہدیء موعودؑ کی پیشین گوئی کے اعجازِ اکبر کی مظہر ہے۔ اس لئے دونوں جنگوں کی فتح کا تعلق، فی الحقیقت ، دونوں اللہ کے خلیفوں کے اعجاز سے ہے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی ذات ، صرف مہدیء موعود علیہ السلام کے اس اعجازِ اکبر کے ظہور کا وسیلہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے منتخب فرمایا۔

واضح ہوکہ " قَاتَلُوا وَ قُتِلُوا " کا ظہور حضرت مہدیء موعود علیہ السلام کے بدل، حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی ذات سے ہونے کے بارے میں حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامینِ مبارک کی متعدد روایات ، متحد المعنیٰ موجود ہیں۔ اور اُن روایات کے راویوں میں حضرت بندگی میاں سید محمود ثانیء مہدیؓ، حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایتؓ ، حضرت بندگی میاں شاہِ نعمتؓ مقراضِ بدعت ، حضرت بندگی میاں شاہِ دلاورؓ، "اول دلاور آخر دلاورؓ" ، حضرت بندگی میاں یوسفؓ اور حضرت اُم المومنین بی بی بونجیؓ، جیسی جلیل المرتبت

ہستیاں ہیں ۔ مہاجرینؓ اور حضرت صحابۂ کرامؓ میں اس کی شہرت کی شہادتیں بھی روایات سے ثابت ہیں۔ ہم نے بنظرِ اختصار اُن روایات کو درج نہیں کیا ہے ۔

غرض حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا بدلِ ذاتِ مہدی ٔ موعودؑ ہونا، یعنی حضرت مہدی ٔ موعودؑ کے بدل آپؓ کی شہادت ہونا، متفق علیہ ہے ۔ اور اُصولاً کسی کو بھی آج تک آپؓ کی شہادتِ مخصوصہ سے انکار یا اس میں اشتباہ نہیں رہا ہے ۔کیوں کی اُن روایات کی سند و ثقاہت ، تواترِ معنوی کی حیثیت رکھتی ہے اور آج تک بھی اُن روایات کا یہ تواتر ، بطورِ سماع ، تمام مستند مرشدینِ قومِ مہدویہ میں علی التسلسل باقی وجاری ہے ۔ اہم بات یہ ہے کہ وقوعِ واقعہ بھی اُن روایات سے کامل مطابقت رکھتا ہے ۔!!!

حاصلِ کلام یہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جس تاکید و قطعیتِ تامہ سے اس خبرِ مغیب کو بیان فرمایا ہے ، بفضلِ خدائے لایزال ، حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات کے بیس (20) سال بعد ظہور میں آئی ۔ اس واقعۂ عظیم کی تفصیلات کا یہ محل نہیں ہے ۔

مختصر ترین خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے وصالِ مبارک کے بعد جب بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے اپنے دائرۂ رُشد و ہدایت میں اپنے فرائض انجام دینے شروع کئے تو آپؓ کے زہد و تقویٰ اور پر تاثیر بیانِ قرآن کی وجہ سے ہزاروں آدمی اور عمایدِ سلطنت واہلِ دولت نے حضرت امامنا مہدی ٔ موعود علیہ السلام کی تصدیق کا شرف حاصل کیا۔ آپؓ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ تقریباً تین لاکھ ہے ۔

فاقہ دِلا سنا ہے شہِ خوندمیرؓ کا *** فاقہ بھی تین لاکھ مریدوں کے پیر کا !!

(مولانا المعیٰ مرحوم)

آپؓ کے سوائے دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مریدوں کی لاتعداد کثرت بھی تھی۔ چونکہ حضرت مہدی علیہ السلام کی پیشین گوئی کا ظہور، ہونا تھا ۔ اس لئے مخالفت کے اسباب کا دباؤ ، بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی جانب بہت زیادہ رہا۔ جب مخالفین نے دیکھا کہ بڑے بڑے لوگ آپؓ کے مطیع و منقاد ہوتے چلے جارہے ہیں اور اُن کی روک ٹوک ناکام ہوتی جارہی ہے تو نوجوان سلطان ، مظفر کو اکسایا

کہ عوام تو عوام، عمایدو اکابرِ سلطنت اور علماء بھی اُن کے زیرِ اثر ہوتے جارہے ہیں۔ اگر ان کی قوت آج نہ دبادی جائے تو پھر تخت و تاج کا خدا حافظ۔

آخر مخالفت نے ایسی شدت اختیار کی کہ خدا کی پناہ۔! دنیا اور اہلِ دنیا سے الگ رہنے والے اُن باخدا بزرگوں کی جھونپڑیاں جلادی گئیں۔ جابجا سے اخراج کروایا گیا۔ کوے کے پنجے جیسی لوہے کی سلاخوں سے پیشانیوں کو داغا گیا۔ قلعہ کی دیوار میں زندہ چنوایا گیا۔ ظلم اس انتہا کو پہنچ گیا کہ اُن فقراء پر فوج کشی کی گئی۔!!

"کھانبیل" علاقۂ گجرات میں 12/ شوال 930 ہجری، چہارشنبہ کے دن عین الملک کی سرکردگی میں ہزاروں کی تعداد رکھنے والی باقاعدہ مسلح فوج نے جو ہاتھیوں، گھوڑوں اور پیدل پر مشتمل تھی، حملہ کیا، جس کی مدافعت، حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بے سروسامان، فقروفاقہ میں رہنے والے ساٹھ (60) فقرائے دائرہ کی جماعت کے ساتھ کی۔

اس جنگ میں قدرت کی طرف سے غیبی طاقت کے عجیب عجیب کرشموں کا ظہور ہوا۔ مختصر یہ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ مخالف افواج کی تنظیم درہم برہم ہوگئی۔ فوج کی توپوں کی زد اور جنگی ہاتھیوں کی رَوندن خود اُسی فوج کی تباہی کا موجب ہوگئی۔!!! تائیدِ غیبی نے اس جنگ کا نقشہ حضرت شاہِ خوندمیر رضی اللہ عنہٗ کی حیرت ناک فتح سے بدل دیا۔ فرار ہونے والے لشکرِ جرار کا تعاقب آپؓ کے فقرائے کرام کی جماعت نے دوٗر تک کیا۔!!!

حضرت شاہِ خوندمیر رضی اللہ عنہٗ اپنی جماعت کے ساتھ فاتح و منصور واپس آئے تھے کہ ملک شرف الدین، مسلح باقاعدہ اسی (80) سورماؤں کے ساتھ مدد کو پہنچ گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ جنگ ختم ہوچکی ہے۔ لیکن اتنی جرار شاہی افواج کے مقابلہ میں چند بے سروسامان فقراء کی فتح مندی کے ساتھ۔!!! ملک شرف الدین نے بہت رنج و افسوس کیا کہ وہ اس سعادت سے محروم رہ گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دن کی جنگ کا علم مہدویوں کو عام طور پر نہ ہونے پایا ورنہ لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوجاتے اور ایک غضبناک جنگِ عظیم ہوجاتی!!! بلکہ قدرت کی جانب سے ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ کوئی صحابیٔ مہدیؑ کا مرتبہ رکھنے والی ہستی یا کوئی فوج یا دولت رکھنے

والی شخصیت اس جنگ میں شامل نہ ہوسکی، جس کی وجہ سے پہلی جنگ کی فتحِ عظیم اور بعد میں وقوعِ شہادت کی خصوصیت ، حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہٗ کی ذاتِ مبارک ہی سے مخصوص رہی۔!!! چنانچہ حضرت شاہِ خوندمیرؓ نے ملک شرف الدین کے جواب میں فرمایا کہ کیوں رنج کرتے ہو، اس کے بعد کی جنگ میں تمہارا بھی حصہ ہے۔ تمہارے دیر سے پہنچنے میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت یہ تھی کہ آج کی جنگ، صرف بے سروسامان، متوکل علی اللہ فقراء فتح کرلیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی پیشین گوئی پوری ہو۔ اگر ہماری اس جنگ میں تم شریک ہوجاتے تو ہماری اس فتح کو تمہاری امداد کی طرف منسوب کیا جاتا۔!!!

اب دنیا دیکھ لے گی کہ اگر پھر جنگ ہو تو تمہاری امداد کے باوجود ہماری شہادت پر ختم ہوگی۔!!!

بھاگی ہوئی فوج پھر سے جمع ہوکر نئی تیاریوں کے ساتھ تیسرے دن "سدراسن" علاقۂ گجرات میں 14/ شوال 930ھ ہجری بروز جمعہ، حملہ آور ہوئی۔ اس دوسری جنگ میں بھی شاہی فوج کے سینکڑوں سپاہی مارے گئے۔ آخر حضرت شاہِ خوندمیرؓ اور آپؓ کے ساتھی حضرات کی شہادت ہوگئی اور دشمنوں کے ہاتھوں آپؓ کا سر، تن سے جدا ہوا اور پوست سر سے جدا ہوا اور تین جگہ تدفین عمل میں آئی۔

آج بھی حضرت کی تین زیارت گاہیں "سدراسن" "پٹن" اور "چاپانیر" علاقۂ گجرات میں موجود ہیں جو قیامت تک حضرت امامنا مہدیء موعود علیہ السلام کی اُس عظیم پیشین گوئی کی صداقت پر گواہی دیتی رہیں گی۔ اور یہ واقعاتِ شہادت صداقتِ مہدیت کی بے نظیر گواہی بھی ہیں اور حجتِ تامہ بھی۔!!!

ہم نے مہدیء موعود علیہ السلام کی مغیبات میں مذکورالصدور پیشین گوئیوں کا جو کچھ حصہ مختصراً بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ پیشین گوئیاں اس لئے اہم ہیں کہ خود حضرت امام علیہ السلام نے نہایت اہمیت کے ساتھ، اُن کی قطعیتِ تامہ کا یقین دلایا ہے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ جیسا کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے جنگِ بدر سے پہلے، میدانِ جنگ میں قطعیت کے ساتھ ایک ایک سردارِ قریش کے قتل کی جگہ بتلائی اور فتح کی پیشین گائی پر صحابۂ کرام رضوان اللہ عنہم کو یقین دلایا تھا۔

امام علیہ السلام، مہدی ءِ موعودؑ برحق تھے۔ اسی لئے ایسی مہتم بالشان 1ے پیشین گوئی آپؑ سے بتعلیمِ عالم الغیب ممکن ہوسکی۔ اعجاز کی ایسی ہی نوعیت کو علماء کی اصطلاح میں "تَحَدِّیٗ" کہا جاتا ہے۔ اسی لئے مذکورۃ الصدر واقعاتِ شہادت، من و عن 2ے جو پیش آئے، اُن کو بزرگانِ دین نے فرامینِ مبارکہ کی روشنی میں "بیناتِ مہدی ءِ موعودؑ" میں شمار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت میاں شاہِ قاسم مجتہد گروہ رحمتہ اللہ علیہ کے والدِ ماجد حضرت بندگی میاں سید یوسفؒ نے تحریر فرمایا ہے۔:-

"مہدی علیہ السلام کی چوتھی صفت جو" قَاتَلُوا وَ قُتِلُوا " ہے، وہ حضرت سید خوندمیرؓ ہی کے ذریعہ ظاہر ہوگی۔ اُس کے ظہور سے حجت قائم ہوگی۔ دین کو تقویت حاصل ہوگی اور یہ صفت، خاص سید خوندمیرؓ سے ظاہر ہوگی اور آپؓ ہی پر، حجتِ مہدیؑ پوری ہوگی۔ (یہ پیشین گوئی پوری ہوچکی) پس اس لئے آپؓ کی ذات مجملۂ خواتم، خاتمِ حجتِ مہدی ءِ موعودؑ ہے۔" (مطلع الولایت)

نیز تحریر فرمایا ہے کہ :-

"حضرت مہدی علیہ السلام کی حجت (معجزہ) کے حامل ہونے کی وجہ سے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی آیاتِ و بینات (معجزات) سے ہوگئے ہیں۔" (مطلع الولایت)

حضرت بندگی میاں شاہِ قاسم مجتہد گروہؒ نے لکھا ہے کہ " اُس مخبرِ صادق (مہدی ءِ موعودؑ) نے جس طرح خبر دی تھی من و عن وقوع پذیر ہوئی۔ مہدی علیہ السلام کی "حجت" اس "معجزہ" پر پوری ہوئی۔ اور اس ایک "معجزہ" میں کئی "معجزاتِ" حضرت مہدی علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں صادر ہوئے ہیں۔" (افضل معجزات المہدی)

اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے "آیت" اور "حجت" کا لفظ "معجزہ" ہی کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے:-

---

1- مہتم بالشان :- شان سے اہتمام کیا ہوا۔ 2- من و عن :- جوں کا توں

حاصلِ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ "عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ" نے اپنی "صفتِ ذات، یعنی "علمِ غیب" کی قدرتِ کاملہ سے حضرت رسولِ اکرم ﷺ اور حضرت مہدی ءِ موعود ﷺ کو بھی "مغیبات" کی تمام نوعیتوں پر مطلع فرمایا تھا۔ حضراتِ خاتمین علیہما السلام کو یہ اعجازِ مغیبات، جو عطا ہوا، نہ صرف اُن مومنین کے لئے واجب الاعتقاد والایمان ہے، جن کی شان "یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ" [1] ہے۔ بلکہ تمام انسانی دنیا کے لئے بھی قیامت تک دعوتِ قبولیت دیتا رہے گا۔

واضح ہو کہ اس مختصر مضمون سے یہ امر بھی بخوبی متبادر [2] ہے کہ حضرت امام مہدی ءِ موعود علیہ السلام کے دعوئے مہدیت کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ نے اتمامِ حجت کا اہتمام، اس درجہ فرمایا ہے کہ تاریخ انبیاء علیہم السلام میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چوں کہ ہر نبیؑ اور رسولؑ کے دعویٰ نبوت و رسالت کے ثبوت میں اس کی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحوں تک دلائل و معجزات، احکام و تعلیمات اور اخلاق و عادات وغیرہ اُمور کے ذریعہ اہتمام پایا جاتا ہے۔ لیکن حضرت امام مہدی ءِ موعودؑ آخر الزمان علیہ السلام کی خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ صرف آپؑ کی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحوں تک ہی ثبوت کے اہتمام پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ آپؑ کی وفات کے بعد بھی بے نظیر، ناقابلِ انکار اتمامِ حجت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

یہاں نکتہ یہ ہے کہ اگر آپؑ کی وفات کے بعد ظہور میں آنے والی صرف پیشین گوئیاں بیان ہوتیں، جیسی کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی پیشین گوئیاں بھی پائی جاتی ہیں تو وہ بات اور ہوتی۔۔ لیکن آپؑ نے اپنی صداقتِ دعویٰ مہدیت کا انحصار اُن پیشین گوئیوں پر بھی رکھا ہے۔ جن کا بیان اوپر ہو چکا۔ کیونکہ آپؑ نے قطعی طور پر فرما دیا ہے کہ ایسا ضرور ہوگا ورنہ سمجھنا کہ بندہ مہدی ءِ موعود نہ تھا۔

1- یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ :- غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ 2 - متبادر :- عیاں۔ ظاہر

لہٰذا اپنی وفات کے بعد ظہور میں آنے والی ان دونوں اہم باتوں کا اس اہتمام سے بیان فرمانا اور اُن کا بِعَیۡنِہٖ [1] ظہور ہونا بے شک "مغیبات" میں بے نظیر اعجازِ عظیم ہے۔ جو لوگ آپؑ کی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحوں تک بھی آپؑ کے دلائل و معجزات، احکام و تعلیمات اور اخلاق و عادات وغیرہ خصوصیات کے باوجود، آپؑ کی تصدیق سے مشرف نہیں ہوئے تھے، اُن کے لئے آخری بے مثال حجت آپؑ کی وفات کے بعد بھی منجانب اللہ ظہور میں آئی ہے اس سے زیادہ اور کیا اتمامِ حجت ہوسکتا ہے۔؟!!!

پس حضرت مہدی ءِ موعود علیہ السلام کی مذکورۃ الصدر دونوں پیشین گوئیوں کا مہتم بالشان اعجازِ مغیبات کَا لنُّورِ شَاھِقٍ عَلٰی الطُّور [2] قیامت تک اہتمامِ اتمامِ حجت کی حیثیت سے دعوتِ قبولیت دیتا رہے گا۔

وَآخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہِ رَبّ العالمین وَالصَّلٰوۃُ وَالسلامُ علی الخاتمینؑ

وَعلٰی آلِھما واَصۡحَابِھِمَا اَجۡمَعِیۡنَ

1- بِعَیۡنِہٖ:- جوں کا توں 2- کَا لنُّورِ شَاھِقٍ عَلٰی الطُّور:- طور پر چمکنے والے نور کی طرح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام سے التماس

ناظرین کرام سے التماس ہے کہ براہِ کرم اپنا نام اور پتہ دائرۃ البصائر کو 31 / ڈسمبر 1983ء تک روانہ فرمائیں تاکہ اُسے درجِ فہرست کرلیا جا سکے۔ اس کے لئے کوئی رقم روانہ کرنے کی ضرورت نہیں صرف نام اور مکمل پتہ روانہ کرنا کافی ہے۔ اس فہرست سے کارکنانِ مکتبہ کو یہ سہولتیں حاصل ہونگی۔

1۔ بلا ہدیہ شائع ہونے والی مطبوعات، درجِ فہرست ناظرین کے نام طباعت کے ساتھ ہی روانہ کردی جاسکیں گی۔

2۔ ہدیۃً شائع ہونے والی مطبوعات کی اطلاع جلد روانہ کی جا سکے گی تاکہ اظہارِ خواہش پر کتابیں بذریعہ وی۔ پی۔ پارسل روانہ کی جاسکیں۔ (ہدیہ، اخراجاتِ طباعت کے موافق مقرر کیا جائے گا۔)

3۔ اس فہرست سے آئندہ طبع ہونے والی کتابوں کی تعداد کا تخمینہ کرنے میں سہولت ہوگی۔

4۔ درجِ فہرست ناظرین کے نام کتابیں ترجیحی بنیاد پر روانہ کی جائیں گی۔

5۔ فہرست میں مندرجہ ناظرین کی تعداد اگر حسبِ ضرورت ہوجائے تو کتابیں انشاء اللہ آفسٹ پر طبع کروائی جائیں گی۔

لہٰذا، نہ صرف بیرونی مقامات اور بیرونی ممالک میں مقیم ناظرین سے بلکہ حیدرآباد میں مقیم حضرات سے بھی یہ درخواست ہے کہ جلد از جلد اپنے نام اور پتے روانہ فرمائیں۔

امید کہ

ناظرینِ کرام اس دینی کام میں خَالِصَۃً لِوَجْہِ اللہ تعاون کریں گے۔

مَكتَبَةُ دَائِرَةِ الْبَصَائِرِ

3-3-640 قطبی گوڑہ ۔ حیدرآباد ۔ 500027

MAKTABA DAYERATUL BASAIR

3-3-640 QUTBIGUDA,

HYDERABAD 50027

(INDIA)